لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۰ Nos 10 & 11 کلکتہ: چہار شنبہ ۱ شوال ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, September 3, 1913, 3rd or 10th Septr. 1913.

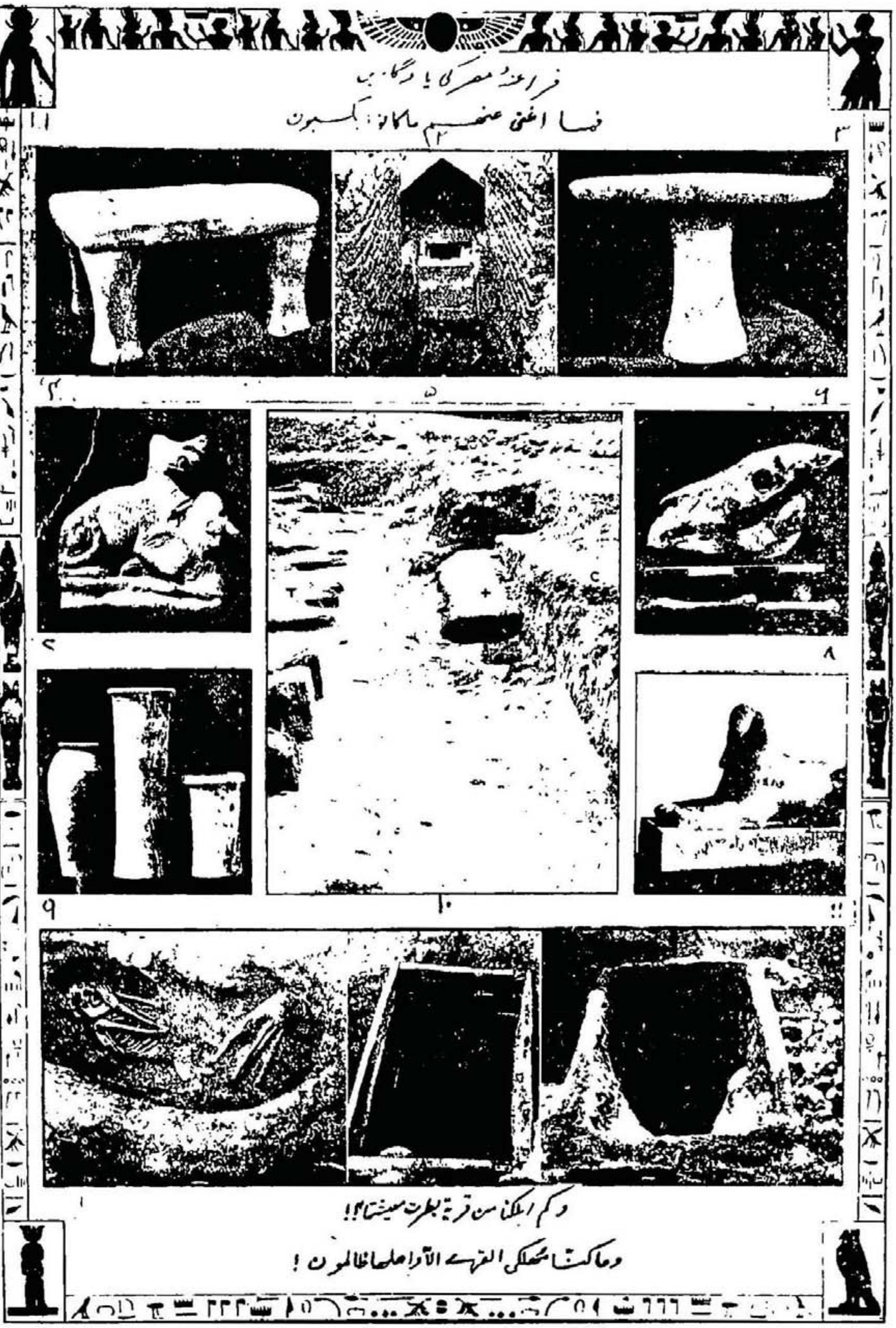

(۱) ترخان میں اول خانوادۂ سلطنت جرزہ ني مرمریں میز　　(۲) ایک عظیم الشان مقبرہ مع تابوت سنگین

(۳) بارھویں خاندان سلطنت کي ایک سنگین میز　　(۴) ممفس کی حیواني شکلیں

(۵) ایک خچر کے بقایاے آثار　　(٦) ترخان کے ظروف مرمر

(۷) ترخان کے تین خچروں کے مقبرے　　(۸) عہد رعمسیس ثاني کا ایک سفنیکس (جس کي شکل عورت کی اور جسم شیر کا ھے)

(۹) ترخان کے تین مقبرے　　(۱۱) ایک پیارا ھنس

(۱۰) ایک مختصر مدفن

(۱۲) خانوادۂ سلطنت اولی کا ایک کھلا ہوا مقبرہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱، مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

نمبر ۱۰ و ۱۱ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱ - و ۸ - شوال ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, September 3, 191 4, and 10th Septr. 1913.

فہرس

نمبر ۱۰ - ۳ - ستمبر سنہ ۱۹۱۳ع

شـــذرات

ہفتۂ جنگ

مقـــالۂ افتتـــاحیہ

مشہد اکبـــر [۲] ۳

مذاکرہ علمیہ

عربی زبان اور علمی اصطلاحات ۷

مقـــالات

انگلستان اور اسلام ۹

مسجد کانپور (مسلمانان لندن کا جلسہ) ۱۰

آثار عتیقہ

رعمسیس ثانی فرعون مصر ۱۱

شئون عثمانیہ

برید فرنگ

جنگ بلقان کے اسرار ۱۲

ترک و ادرنہ ۱۲

خوان یغمـــا ۱۳

مدنیت یورپ کا ایک منظر ۱۳

مراسلات

مشہد کانپور (لکھنو کا مجوزہ جلسہ) ۱۴

و تنازعوا فتفشلوا و تذہب ریحکم - ۱۶

اتقوا اللہ ایہا المسلمون ۱۹

تاریخ حسیات اسلامیہ

شہداے کانپور اعلی اللہ مقامہم ۱۹

فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور ۲۰

البصائر ۲۰

فہـرس

نمبر ۱۱ - ۱۰ - ستمبر سنہ ۱۹۱۳ع

مقالۂ افتتاحیہ

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ ۲۱

چگونہ رسد لشکرے را گریز ؟ ۲۳

مقالات

وثایق و حقایق

خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز ! ۲۵

ہندوستان کا انتظار غیر مختم ۲۶

مراسلات

شہداء کانپور اور لکھنؤ کا مجوزہ جلسہ ۲۷

اسئلۃ و اجوبتہا

قرآن کریم اور اصطلاح لفظ کفار ۲۹

فکاہات

۱ - آپ ظالم نہیں وہ ہم ہیں مظلوم

۲ - وضو خانہ -

۳ - بمبئی کی وفا دار انجمن -

تاریخ حسیات اسلامیہ

شہداے کانپور اعلی اللہ مقامہم -

فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور ۳۲

بقیہ فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ - ۳۲

تصـــاویـــر

آثار مصـــر — صفحہ خاص

مرحوم شوکت پاشا کے جنازے کا ایک آخری نظارہ — (لوح)

شذرات

اطـــلاع

(١) جب سے الهلال نکلا هے آجتک عید وغیرہ کے موقعہ پر کبھي تعطیل نہیں کي گئي - صرف آخر سال کي ایک تعطیل رکھي گئي هے - اس مرتبہ عیـد عین بـدهه کے دن واقـع هوئي - منگل تک تین فارم طیار هوکر چھپ گئے اور باقي جمعرات پر اٹھا رکھے کہ ایک دن بعد اخبار ڈاک میں پڑ جاے گا - لیکن با وجود وعدے کے عین وقت پر عملہ نے کام سے انکار کیا ' اور عید کے دوسرے دن چند آدمیوں کے سوا اور لوگ نہیں آے - جس قوم کو اپنے اعلی طبقوں کي اخلاقي حالت پر ماتم سے فرصت نہو' اسے دفتر کے ملازموں اور کمپوزیٹروں کي وعدہ خلافیوں پر شاید افسوس کا زیادہ حق نہیں - مجبوراً اس هفتے دو نمبر ایک ساتھہ شائع کیے جاتے هیں -

(٢) چونکہ ضخامت بہت بڑھگئي تھي اسلیے جلد دوم کي فہرست اسکے ساتھہ شائع نہو سکي - طیار هے اور اینده نمبر کے ساتھہ حاضر هوگي -

(٣) آجکل بحث و مذاکرہ کیلیے معاملات کي کثرت کا یہ حال هے کہ قلم انتخاب پریشان هو هو کر رهجاتا هے - اس هفتہ شذرات میں " هفتۂ جنگ " کے سوا (کہ نہایت ضروري و اقدم هے) اور کوئي نوٹ نہ دیا جاسکا - اینده نمبر سے شذرات کے حصے کے صفحات بڑھا دیے جالیں گے اور " افکار و حوادث " اور " شؤون داخلیہ " کے عنوانات کا اضافہ هوگا -

(٤) " اعانۂ مہاجرین عثمانیہ " کي بقیہ فہرست آجکي اشاعت میں درج کر دیگئي هے - اینده هفتے اسکي تفصیل شائع کردي جائیگي -

هـفـتـۂ جـنـگ

رفتـــار سیاست

اس میں شک نہیں کہ شؤون و حالات سیاسیہ کي ناهمواري سلطنت بلغاریا اور وزارت عثمانیہ ' دونوں کیلیے تشویش بڑھا رهي هے اور غالباً دونوں دل سے متمني هوں گے کہ اگر اس خون زار خاک بلقان پر انساني سفاکي کا افسانہ پھر تمثیل نہ کیا جاے تو بہتر هے -

لیکن اگر پوچھا جاے کہ یہ ناهمواري کس کے لیے زیادہ موجب قلق و اضطراب هے ؟ تو قرائن و آثار کي زبان سے نکلیگا کہ " بلغاریا " -

کہا جاتا هے کہ بلغاریا اور دولۃ عثمانیہ میں مفاهمت کي سلسلہ جنباني باب عالي کي طرف سے هوئي - ممکن هے کہ یہ صحیح هو - موجودہ وزارت نے اپني طبیعي فرصت شناسي کي ' رهنمائي سے موسم کو بدلتے دیکھکے براہ راست گفتگو کي کوشش کي ' تاکہ یورپ کي وساطت کي ضرورت نہ پڑے اور اس طرح اس گراں قیمت فیس سے نجات ملجاے جو یورپ کے " دلال صلح " کو قطعات ارضیہ ' حقوق تجاریہ ' مصالح اقتصادیہ ' نفوذ و اقتدار سیاسي ' غرض کہ کسي نہ کسي صورت میں کچھہ نہ کچھہ دینا پڑتا هے -

مگر اس پیشقدمي سے یہ نتیجہ نکالنا کہ دولت عثمانیہ کي موجودہ حیثیت بلغاریا کي برباد شدہ حالت سے زیادہ نازک هے ' قطعاً غلط هوگا -

بلغاریا کي جنگي قوت ختم هوچکي هے اور اصل یہ هے کہ وہ اسي دن ختم هوچکي تھي جسدن استراحت کے لیے تین دن کي مہلت مانگي گئي تھي - اس کے بعد جو کچھہ هوا وہ سرویا کي مساعدت عسکري اور کامل پاشا کي خیانت ملي کا محض جلا نتیجہ تھا - اگر حامیۂ ادرنہ اس آتشبازي میں " خس و خاشاک کي طرح " جلانے کے لیے سرویا اپنے سپاهي نہ دیدیتي ' اور اگر کامل پاشا نے معاهدہ التواء جنگ کے وقت رسد رساني کي شرط لگا دي هوتي ' تو اس نعي الیم یا خبر سقوط ادرنہ کي نوبت هي نہ آتي ' جس نے تمام عالم اسلامي کو ماتمگسار بنا دیا تھا -

اس بربادي کے باوجود قبضۂ ادرنہ پر بلغاریا کا اس درجہ الحاح و اصرار غالباً اس امید پر تھا کہ اگر عثماني تیغ پھر نیام سے نکلي ' جسکي انہیں ذرا بھي امید نہ تھي ' تو دول کا یہ دست تحسین و آفرین جو ابتدا سے اس کي پشت پر هے' بڑھکے سینہ سپر هوجائیگا اور وار کو روکیگا - مگر یہ امید امید کاذب تھي جو بالاخر اصلي حالت میں سامنے آگئي اور جب عثماني شمشیر دوبارہ علم هوئي تو پھر کوئي هاتھہ نہ تھا جو اسے روکتا : لیجعل اللہ ذالک حسرۃ في قلوبهم ' واللہ یحیي و یمیت ' واللہ بما تعملون بصیر (٣ : ١٥١)

هاں ' چند زبانوں نے بیشک حرکت کي جنمیں اولیت کا فخر برطاني زبان کو حاصل هے ' مگر موجودہ سیاسي حالت کي اندروني روش اس سے زیادہ مہلت دینے کیلیے طیار نہ تھي - تلوار کي گردش کے آگے زبان کي مفسدانہ جنبش هوا میں ایک تموج پیدا کر کے رهگئي ' اور کاغذ کے صفحوں پر گو اسکي تصویر یادگار نامرادي هے مگر معرکۂ جنگ کي زمین پر کوئي نقش نہ بیٹھہ سکا ! (همو بما لم ینالوا)

برطانیہ کے بعد اطالیا دوسري سلطنت تھي ' جس نے دوبارہ عثماني پیشقدمي اور استعادۂ ادرنہ کے اثناء میں اعلان کیا تھا کہ " ترکوں کو ادرنہ ضرور خالي کرنا پڑیگا " مگر اب اسکی وزارت خارجیہ بھي ادرنہ کے وفد کے جواب میں اعلان کرنے پر مجبور هوگئي هے کہ غالبا " اب ادرنہ ترکوں هی کے پاس رهیگا " فسبحان اللہ بیدہ الملک وهو علی کل شي قدیر !

ایک طرف تو یہ حالت هے - دوسري طرف وحشیانہ مظالم نے بلغاریوں کو اسقدر ممقوت و مبغوض عالم بنا دیا کہ بلقان کي دوسري قومیں انہیں انسان صورت درندہ سمجھتي ' اور انکي محکومي کو پیغام مرگ جانتي هیں -

جن مقامات کے باشندوں کے پاس اسلحہ هیں ' وہ انسے معرکہ آرا هو رهے هیں - جیسے کردجیلي اور اگردري - اور جن مقامات میں لوگوں کے پاس هتھیار نہیں هیں ' وہ اپني عمارات و مکانات اور مساجد و معابد میں آگ لگا کے بھاگ رهے هیں !

کیا ان حالات کے بعد بھي اسمیں شک کیا جا سکتا هے کہ موجودہ حالت ' عثمانیوں سے زیادہ بلغاریوں کے لیے اضطراب انگیز و بربادي بخش هے ؟

بهر نوع بلغاریا اور دولت عثمانیہ میں مفاهمت کي جو تحریک شروع هوئي تھي وہ اس هفتے کامیابي کي پہلي منزل تک پہنچ گئي - یعني بلغاري مندوبین (ڈیلیگیٹس) جنمیں جنرل سارفیکس قائد خصوصي (کمانڈر انچیف) اور موسیو تونچیف (سابق وزیر باغراد) بھی شامل هیں ' دو فوجي مشیروں کي همراهي میں قسطنطنیہ روانہ هوگئے - گفتگو کا دائرہ ادرنہ تک محدود نہ هوگا ' بلکہ ان تمام مسائل پر مشتمل هوگا جو بلغاریا اور دولۃ عثمانیہ میں نزاع انگیز هیں - عثماني روش سیاست کے متعلق جس قدر اعلان کیا گیا هے' اسکا مفاد یہ هے کہ " ادرنہ اور قرق کلیسا کے بقاء قبضہ پر پورے زور کے ساتھہ اصرار کیا جالیگا - البتہ ان دونوں مقامات کے معاوضے میں ایسي مراعات کا منظور کرنا ممکن هے جو بلغاریا کے لیے لائق قبول هونگي " -

بلغاري پالیسي کے متعلق ابھي تک کوئي اعلان نہیں هوا هے -

الهلال

۱ شوال ۱۳۳۱ هجری

مشهد اکبر

(۲)

و في ذالكم بلاء من ربكم عظيم

الخوف ، والجوع ، ونقص من الاموال ، والانفس ، والثمرات

يا ايها الذين آمنوا استعينوا بالصبر و الصلوة ، ان الله مع الصابرين - و لا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات ، بل احياء ، ولكن لا يشعرون - ولنبلونكم بشي من الخوف والجوع و نقص من الاموال والانفس و الثمرات ، و بشر الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله و انا اليه راجعون - اولئك عليهم صلواة من ربهم ورحمه و اولئك هم المهتدون - (۲ : ۱۵۲)

مسلمانو! مصائب و ابتلا کے ورود پر صبر و صلوة سے مدد لو ، اور یقین رکھو که الله صبر کرنے والوں کے ساتھه هے -

جو لوگ الله کي راه میں قتل هوئے ، انکو مرده نه سمجھو - وه تو زنده هیں - البته تم انکی حیات کي حقیقت سے بے خبر هو !

الله تعالي تم کو آزمایشوں میں ڈالیگا که یه اسکا ایک قانون هے - وه خوف ، بھوکھه ، نقصان مال و جان ، اور هلاکت اولاد و اقارب کے مصائب میں تمھیں مبتلا کرکے ، تمھارے صبر و استقامت کي آزمایش کریگا - اور پھر الله کے طرف سے فلاح دارین کي بشارت هے اُن صبر و استقامت سے کام لینے والوں کیلیے ، جنکے ایمان و ایقان کے ثبات کا یه حال هے که جب کسي مصیبت سے دو چار هوتے هیں ، تو مایوسي و نا امیدي کي جگهه " انا لله و انا الیه راجعون " کهکر صبر و استقامت پر استوار هوجاتے هیں - یهي لوگ هیں که الله کي رحمت ان کے لیے هے ، اور یهي هیں جو دنیا میں هر طرح کي کامیابیاں حاصل کرتے هیں !

کانپور کے آخري حوادث جب شروع هوئے تو میں سفر میں تھا - اور سفر بھي میرے لیے مانع کار نهیں هوسکتا لیکن مشکل یه تھي که ایک مقام پر قیام نهونے کي وجه سے سکون و جمعیة خاطر نه جمع خیالات کے لیے ضروري هیں ، بالکلیه میسر نه تھے - جس زمانے میں که بندگان الهي کو جان اور زندگي بھی (جو هر ذي روح کا قدرتي حق هے) حاصل نهو ، تو مجھے سکون و جمعیة کے حاصل نهونے کي شکایت کا کیا حق هے ؟ اس لیے شاکي تو نهیں هوں ، البته معذرت خواه ضرور هوں که اس واقعه پر پوري تفصیل سے بحث نه هوسکي ، اور ایک مقالهٔ افتتاحیه کے سوا ، جو صرف اصل حادثه کے متعلق تھا ، اور کوئي تحریر اس اثنا میں نه نکل سکي - حالانکه بهت سي عبرت بخش بصیرتیں ان واقعات میں پوشیده هیں اور هلاکتوں اور خوں ریزیوں کے یهي حوادث هیں ، جن سے قومیں اور جماعتیں اپنے لیے زندگي حاصل کرسکتي هیں -

گو وقت گذر چکا هے مگر اصل یه هے که عیش ونشاط کي صحبتوں کیلیے وقت کي قید هوتي هے ، ماتم وفغاں کا کوئي وقت خاص معین نهیں - جب قدرت کي بخشش حیات میں سے اپنے لیے یهي ایک چیز باقي رهگئي هے ، تو خاص وقتوں کي کیا قید هے ؟ جب مهلت ملے ، بهتر هے که اس میں مشغول هوجائیں - بلکه جلانے والوں کي غفلت سے اگر آگ بجھنے لگے ، تو خود دامن سے هوا دے دیکر اور روشن کر دیں :

دلا یه درد و الم بھي تو مغتنم هے ، که آخر
نه نالهٔ سحري هے نه آه نیم شبي هے !

وذکر ، فان الذکری تنفع المومنین (۵۱ : ۵۵) (پس) ذکر کر که ذکر و نصیحت صاحبان ایمان کیلیے ضرور نفع بخش هے -

سفک دماء و قتل نفوس !

۳ - اگست کي صبح کو جب آفتاب افق کانپور پر طلوع هوا تو اسکے لیے کوئي نیا نظاره نه تھا - اُسنے اس خون کو دیکھا جو همیشه بہا هے ، اُس نے لاشوں کي تڑپ پر نظر ڈالي جو همیشه تڑپي هیں ، اس نے قهقهۂ وحشت کا شور اور آه مظلومي کي سسک سني جو اس عصیان آباد ارضي پر همیشه سني گئي هے - اس نے موت و حیات کو باهم کشمکش میں دیکھا ، اس نے روح و جسم کي

مفارقت کے آخري اضطراب کا نظارہ کیا ' اُسنے خون کے فواروں کا جوش و خروش ' زخموں کي تلملاهت ' ایڑیوں کي پٹک ' زندگي کے لمعات اخریں کا اضطرار ' غرضکہ انساني مذبوحیت کے تمام خونریز تماشے دیکھے -

لیکن ان میں سے کونسي چیز ایسي تھي ' جسکا نظارہ اسکے لیے نیا هوسکتا تھا ؟ وہ ایک نامعلوم ابتدا سے اس عجائب آباد هستي کا تماشائي ہے ' اس نے زندگي اور موت کے نہیں معلوم کتنے لاتعد و لاتحصی تماشے دیکھے هیں ؟ یہ تماشہ خود انساني تاریخ کي نظروں کیلیے عجیب و نادر نہ تھا ' پھر اس نظارہ فرماے آسماني کیلیے اسمیں کونسي ندرت هو سکتي تھي ؟

انسان نے اپنے حاکمانہ قوت کے گھمنڈ میں همیشہ خدا کے قانون امن و محبت کو توڑا ہے ' اور زور آوروں نے زیر دستوں کے ساتھہ همیشہ وهي کیا ہے جو آج کیا جا رہا ہے - تاریخ عالم میں انساني رحم و محبت کے واقعات کم هیں ' مگر خون ریزي و بهیمیت کي سرگذشتوں سے اسکے تمام صفحات رنگیں هیں - دنیا کے اس عجیب و غریب درندے نے جس کا نام انسان رکھا گیا ہے ' جب کبھي موقعہ پایا ہے ' اپنے همجنسوں کو چیرا اور پھاڑا ہے اور شہر کي آبادیوں اور انساني بود و باش کي عمارتوں کے اندر وہ سب کچھہ هوا ہے جو جنگلوں کے بھٹ اور پہاڑوں کي غاروں میں هوا کرتا ہے - اُسکي وحشت بهیمیت نے دنیا میں همیشہ حکمراني کي ہے ' اور شاید وہ وقت اخلاق کي اُمیدوں اور خانقاهوں کے حجروں سے باهر کبھي بھي آنے والا نہیں جبکہ فضلیت انساني رذائل حیوانیت سے اپني شکست کا بدلہ لیگي -

کانپور کے مذابح تو ایک خاص حیثیت رکھتے هیں - ادعائي قانون و حکومت کي تاویلات و توجیهات کے ذریعہ اسکي خونین صورت پر چند پردے ڈالدیے گئے هیں - اس سے قطع نظر کرکے دنیا کے اُور تمام خونچکاں قطعات ارضیہ پر نظر ڈالیے ' اور انساني خون کے اُس سمندر کا کوي کنارہ ڈھونڈھیے ' جو مثل همیشہ کے آج بھي دو سال سے بہہ رہا ہے - پھر کیا انسان کي مذبوحیت نئي ' اور دنیا کا اخلاقي دکھہ پہلي مرتبہ ظاهر هوا ہے ؟ کیا خون کے جو سیلاب آج اُسکي سطح پر بہہ رہے هیں ' ویسے هي صدها سیلاب اسکے نیچے خشک نہیں هوچکے هیں ؟ اگر کسي طرح زمین کي تمام مٹي ایک جگہ جمع کي جاسکتي اور خدا کوئي فرشتہ بھیج دیتا جو اسکے ذروں کو دبا کر نچوڑ سکتا ' تو نہیں معلوم ' ایک ایک ذرہ سے خون کے کتنے قطرے ٹپکتے ' اور پھر پاني کے تمام سمندروں کو خون کا ایک نیا سمندر اپنے ساتھہ ملا کر کس طرح سرخ کر دیتا ؟

پس جو کچھہ کہ آج دنیا میں هو رہا ہے ' وہ ایک بہت هي ادنے نمونہ ہے دنیا کي اُس سیرۃ الیمہ کا ' جسکے ظہور پر تاریخ انسانیۃ ابتدا سے ماتم کرتي آئي ہے اور کرتي رهیگي - فراعنۂ مصر کے شخصي استبداد اور ظلم ستانیوں کي حکایتیں عہد عتیق میں بیان کي گئي هیں ' اور قران کریم نے بني اسرائیل پر اپني نعمتوں کا اظہار کرتے هوے انکا تذکرہ کیا ہے ' کیوں کہ اسکا سب سے بڑا فضل اُنپر یہ ہے کہ انھیں ظالم حاکموں کے پنجۂ قہر سے رهائي دلاے :

واذ نجیناکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب ' یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم و في ذالکم بلاء من ربکم عظیم (۲ : ۲۷)

" اور اس وقت کو یاد کرو جب هم نے تم کو خاندان فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دلائي ' جو تم کو سخت سے سخت عذابوں میں مبتلا کرتے تھے - تمھاري اولاد کو تو ذبح کر دیتے مگر تمھاري عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تاکہ انکو ذلیل و رسوا کریں - یقیناً تمھارے پروردگار کے طرف سے تمھارے لیے اسمیں صبر و استقامت کي بہت بڑي آزمایش تھي "

لیکن کتنے فرعون هیں جو اس دنیا کے هر دور و زمان میں انساني خون کے سیلاب پر اپنا تخت حکمراني بچھا چکے هیں ؟ اور بني اسرائیل کي غلامي و مظلومي سے بڑھکر کتني هي مظلوم و محکوم قومیں گذر چکي هیں اور موجود هیں ' جنکي لاشوں کے ڈھیر پر حاکمانہ " رعب و عظمت " کے محل تعمیر کیے گئے هیں ؟

باغ عدن کا سانپ

دنیا میں انساني حکمراني کا گھمنڈ همیشہ انساني معصیت کا سب سے بڑا مبدء اور ماوی رہا ہے ' اور اگر دنیا کي کوئي صورت ہے تو اس کے چہرے سے اس داغ کي سیاهي کبھي نہیں دھل سکتي - دنیا کي تمام درد انگیز مصیبتیں اسي کے سائے تلے سے نکلي هیں ' اور انسان کي بربادي کا وہ خونخوار سانپ ' جسکو ادم کے ساتھہ باغ عدن سے نکالا گیا تھا ' جب وهاں سے نکلا ' تو اس نے اسي کے نیچے اپنا گھر بنا یا -

نیا قطرۂ خونین

یہ همیشہ هوا ہے اور شاید همیشہ هوگا - دنیا کي بہت سي خوشیاں نئي هیں ' مگر اسکا ماتم ایک بھي نیا نہیں - اُس تمام خون کو جو اسکي انکھوں کے سامنے بہہ چکا ہے ' اگر جمع کیا جاے ' تو ایک طوفاں خیز سمندر هوگا ' جسمیں لکڑي کي کشتیوں کي جگہ انساني لاشوں کے ڈھیر هر طرف تیرتے نظر آئیں گے -

پھر آج جن واقعات پر هم ماتم کر رہے هیں ' انکي حیثیت اس سمندر خونین کے سامنے اس سے زیادہ اور کیا هوسکتي ہے کہ چند نئے سرخ قطرے تھے جو اسکي موجوں میں ڈالدیے گئے ؟

۳ - اگست کو کانپور میں جو کچھہ هوا ' وہ بھي ایک قطرۂ خونین تھا ' جو اس سمندر میں ڈالدیا گیا ہے -

اسلامي خون کي قیمت

یہ مسلمانوں کا خون تھا - لیکن اس خون کي بھي اب زمین کي سطح پر کیا کمي رهي ہے کہ اسکو نادر و عجیب سمجھا جاے ؟

ممکن ہے کہ چھٹي صدي عیسوي میں اس خون کي دنیا میں کمي رهي هو ' جب (بدر) کے کنارے تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمان ' پچاس کم ایک هزار مغرور و قوي دشمنوں کے مقابلے میں بھي اپنا خون محفوظ رکھتے تھے ' اور چودہ مسلمانوں کا اگر خون بہتا بھي تھا تو اس حالت میں ' کہ ۷۰ - دشمنوں کي لاشیں میدان جنگ میں تڑپ چکي تھیں اور اتني هي تعداد مشکیں کسي هوي سامنے تھي ! !

ممکن ہے کہ مسلمانوں کا خون اُس وقت کم یاب هو ' جب کہ (اُحد) کے دامن میں تین هزار دشمنوں کے نرغے میں ' جنمیں ۲ - سو شتر سوار اور ۷ - سو آهن پوش خون آشام تھے ' صرف ۷ - سو مسلمان پھنس گئے تھے ' اور جبکہ حضرۃ (انس) نے ستر زخم کھا کر اپني گردن کا خون زمین کے حوالے کیا تھا !

جنگ (قادسیہ) کا وہ معرکۂ اغواث (۱) ' جسمیں دشمن کے

(۱) مشہور جنگ قادسیہ (جو حضرۃ عمر رضي اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ایران کیلیے ایک فیصلہ کن جنگ ثابت هوي) هجرۃ نبوي کے چودهویں سال محرم الحرام میں پیش آئي تھي اور من جملہ دنیا کے اُن عظیم الشان معرکوں کے تھي ' جنھوں نے چند دنوں کے اندر نقشۂ عالم کو یکسر پلٹ دیا !

اسکا دوسرا معرکۂ عظیم " یوم اغواث " کے نام سے مشہور ہے ' جسمیں دو هزار مسلمان شهید ' اور دس هزار ایراني مقتول هوے

پورے ایک دستہ کے مقابلے میں تنہا ایک مسلمان کی تلوار کافی ہوتی تھی ' اور ہر صداے تکبیر بلند کرنے والی زبان اُس وقت تک خاموش نہ ہوتی تھی ' جب تک کم از کم اپنے خون کے چند قطروں کے معارضے میں دشمنان حق و الہ کے خون کا ایک سیلاب عظیم اپنے سامنے نہ دیکھہ لیتی تھی ' تو یقیناً وہ ایک وقت تھا ' جو مسلمانوں کے خون کی قیمت بتلا سکتا تھا -

وہ (لیلۃ الہریر) (۱) کا معرکۂ عظیم ' جسمیں مسلمانوں کا صرف آلات آہنیں ہی سے مقابلہ نہ تھا ' بلکہ حریفان کاردان کا ہر سپاہی بھی غرق فولاد و پیکر آہن تھا ' تاریخ کے صفحوں پر آج بھی فرزندان اسلام کے خون کی قیمت بتلا سکتا ہے - جبکہ ایک تنہا (قعقاع) نے مست و خونخوار ہاتھیوں کے غول کے ساتھہ پیل تن دشمنوں کے غول کو بھی خاک و خون میں تڑپا دیا تھا ' اور پھر بھی اس کے خون کی پوری قیمت نہیں ملی تھی -

جبکہ سنہ ۶۳۵ ء عیسوی میں رومیوں کے عظیم الشان مشرقی مرکز یعنی حمص کی طرف تنہا و جریدہ ایک مسلمان تلوار کے قبضے پر ہاتھہ رکھے بڑھ رہا تھا (۲) ' اور دروازۂ شہر کی ایک پوری فوجی جمیعت پر بے باکانہ حملہ آور ہوا تھا ' تو اسلامی خون کی حرمت و عظمت پر یقیناً زمین کی مٹی کا ایک ایک ذرہ شہادت دیسکتا تھا - وہ پہنچا ' اور تن تنہا اس بے جگری سے دشمنوں پر ٹوٹا کہ شہر سے بھاگ کر تمام عیسائیوں نے (دیر مسجل) میں پناہ لی ' حالانکہ اس کی فاتح تلوار کسی دوسری تلوار کی شرمندۂ اعانت و شرکت نہ ہوئی تھی !!

جبکہ ایک پورا شہر ' ایک پوری فوج ' ایک بہت بڑی فوج کی چھاؤنی اپنا پورا خون دیکر بھی ایک مسلم و مومن کے خون کو بمشکل خرید سکتی تھی ' تو ضرور اُس وقت یہ خون قیمتی ' اور اسکی ارزانی بہت نادر تھی -

(یرموک) کے میدان میں مسلمانوں کا خون ضرور قیمتی تھا ' جبکہ جانفروشان توحید کے سامنے خطباء جنگ کی یہ صدائیں بلند ہورہی تھیں ' کہ :

اللہ اللہ ! انکم زادۃ العرب و انصار الاسلام و انہم زادۃ الروم و انصار الشرک ! اللہم ان ھذا یوم من ایامک اللہم انزل نصرک علی عبادک المومنین	" اللہ اللہ ! تم لوگ فرزند عرب ہو اور اسلام کے انصار و حامی ' اور تمہارے دشمن رومی ہیں اور شرک کے مددگار ! پھر یہ کیوں ہو کہ تم انسے خائف ہو ؟ خدایا آج کا دن تیری عزت و عظمت کے دنوں میں سے ہے - اپنی نصرت کی غیبی مدد اپنے مومن بندوں کیلیے بھیج دے ! "

اس وقت مسلمانوں کا خون کیوں نہ قیمتی ہوتا ' جب اسی یرموک کے میدان میں عکرمہ بن ابوجہل اپنے ساتھہ صرف چار سو مجاہدین جاں فروش کو لیکر ' چار ہزار رومیوں کی لاشوں کا ڈھیر

[نوٹ صفحہ ۴ کا]

تھے - ابو محجن ثقفی کا مشہور واقعہ اسی معرکہ میں پیش آیا تھا - یہ شراب نوشی کے جرم میں قید کردیے گئے تھے ' مگر جب معرکۂ کارزار گرم ہوا تو جوش جہاد اور ولولۂ شجاعت سے مضطرب ہوگئے - سپہ سالار جنگ کی بیوی سے پوشیدہ اجازت لی اور میدان جنگ میں پہنچکر اور کشتوں کے پشتے لگا کر ' خود اپنے ہاتھوں سے بیڑیاں پہن لیں اور قید خانے میں بیٹھہ گئے -

عرب کے تمام مشہور قبایل اور اکثر اجلۂ صحابہ اس معرکہ میں شریک تھے اور اپنے عربی نیزوں سے ہزارہا سالہ تخت کیانی کے ٹکڑے ٹکڑے کررہے تھے -

" خنساء " عرب کی مشہور شاعرہ اپنے چاروں بیٹوں کے ساتھہ شریک جنگ تھی اور اپنے خطبات حربیہ و رجزیہ سے دلوں کی آتش شجاعت کو ہوا دے رہی تھی - اس معرکے میں ایک ایک مسلمان نے پچاس پچاس کفار کو خاک و خون میں ملا کر دم لیا تھا :

آگ تھے ابتداء عشق میں ہم
ہوگئے خاک ' انتہا ہے یہ !

(۱) جنگ قادسیہ کا تیسرا معرکہ " یوم العماس " تھا اور چوتھا " لیلۃ الہریر " -

" ہریر " کتے کی آواز کو کہتے ہیں ' اور آواز شدید کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے - چونکہ یہ معرکہ رات تک جاری رہا اور اس ہنگامۂ رستخیز کے ساتھہ ' کہ اسلحہ کی جھنکار ' ہاتھیوں کی چیخ ' اور نعروں کی گرج سے زمین دہل دہل پڑتی تھی ' اسلیے " لیلۃ الہریر " کے نام سے مشہور ہوگیا -

ایرانی اپنے ساتھہ مست ہاتھیوں کا ایک بہت بڑا غول لائے تھے اور اہل عرب نے اس مہیب جانور کو بہت کم دیکھا تھا ' اسلیے ابتدا میں اسکی وجہ سے لشکر اسلام کو بہت دقتوں کا سامنا ہوا - مجبور ہوکر حضرت سعد نے نو مسلم ایرانیوں سے مشورہ لیا انسے معلوم ہوا کہ انکا اصلی اسلحہ سونڈ ہے اور اندھے ہوکر یہ کچھہ نہیں کرسکتے - انہوں نے قعقاع ' عاصم ' حمال ' ربیل ' چار شخصوں کو اس کام پر متعین کیا - قعقاع برچھا ہاتھہ میں لیکر بڑھے اور سب سے بڑے سفید ہاتھی کی آنکھوں پر اس زور سے مارا کہ پہلے ہی وار میں نشانہ کام کرگیا - دوسرے ہاتھہ میں سونڈ منتک سے الگ ہوکر گر پڑی اور بے تحاشا اپنی ہی فوج کی طرف بھاگا - یہ حالت دیکھکر اور ہاتھی بھی اسکے پیچھے چلے اور چند لمحوں کے اندر ان خونخواروں سے تمام میدان خالی تھا !

(۲) حمص کی فتح نہ صرف اسلامی فتوحات کی تاریخ میں ' بلکہ تمام تاریخ جنگ و فتوحات میں انسانی عزم و شجاعت کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے - یہ اُس زمانے میں رومی سلطنت کا بہت بڑا مشرقی مرکز تھا - حضرت خالد نے بعلبک کی فتح کے بعد ابن مسروق کو فوج دیکر روانہ کیا - شرجیل حمیری بھی فوج کے ساتھہ تھے - شہر سے کچھہ فاصلے پر رومیوں سے مٹ بھیڑ ہوگئی - شرجیل نے تنہا سات افسروں کو قتل کیا اور یکہ و جریدہ بے باکانہ شہر کی طرف روانہ ہوگئے - دشمنوں نے دیکھا کہ تنہا ایک شخص بے فکر و خوف بڑھا چلا آتا ہے ! اس منظر نے سب کو خوف زدہ اور مرعوب کردیا - شہر کے قریب رومیوں نے نکلکر حملہ کیا مگر انکی تلوار بے پناہ اور انکا عزم بے روک تھا - تنہا پورے دستے کے مقابلے میں پہاڑ کی چٹان بنکر جم گئے اور پہلے ہی مقابلے میں دس بارہ سواروں کی لاشوں کا ڈھیر کردیا - بالاخر تمام فوج ہیبت و رعب سے سراسیمہ ہوکر بھاگ گئی اور ایک قلعہ نما گرجے میں جا کر پناہ لی - یہ شجاعت و جانفروشی کے جوش میں بیخود تھے - تعاقب میں بڑھتے گئے اور خود بھی گرجے کے اندر چلے گئے - وہاں بہت بڑی تعداد رومیوں کی موجود تھی - چاروں طرف سے گھیر لیا - پھر بھی قریب آنے کی جرات نہ ہوتی تھی - دور سے پتھر پھینکتے تھے - بالاخر پتھروں سے زخمی ہوکر گرے اور شہید ہوگئے -

یہ شرجیل حمیری کی ہیبت نہ تھی - اسکا جسم لوہے کا نہیں بلکہ تمام انسانوں کی طرح گوشت اور خون کا تھا - یہ اُس خداے شرجیل کی ہیبت تھی ' جو ہمیشہ اپنے جاں نثاروں کے اندر سے اپنے جلال و قدرت کا نظارہ دکھلاتا ہے !

ہیبت حق ست ' این از خلق نیست !
ہیبت این مرد صاحب دلق نیست !

لگا دیتا اور پھر جان دیتا کہ اسلام کا خون رایگاں نہ گیا ؟ اس معرکے میں ایک تنہا (شرحبیل) کا یہ حال تھا کہ چاروں طرف سے ہزاروں دشمنوں کي تلواریں پڑ رہي تھیں' مگر پھر بھي زمین کو اسکے خون کا ایک قطرہ نصیب نہیں ہوتا تھا' کیونکہ اسکے خون کے لیے اس سے بھي زیادہ قیمت کي ضرورت تھي !

ہاں' جبکہ رومي و اسلامي سرحد کے انتہائي حصے میں ایک بڑھیا مسلمان کي صدا بغداد کے تخت پر (معتصم) کو مضطرب کر دیتي تھي' اور اُسکي فریاد کا جواب دینے کیلیے ساٹھہ ہزار تشنگان خون کو ساتھہ لیکر' جوش و اضطراب کے پروں سے اڑتا ہوا رومیوں کے سر پر گرتا تھا' تو اس وقت اس خون کي قیمت یقیناً بہت گراں تھي' اور ایک مسلمان بڑھیا کي فریاد کے معارضے میں روم کي ہزارہا سالہ عظمت و ابہت طلب کی جاتي تھي !!

* * *

دنیا طغیان وفساد میں مبتلا تھي' نوع انسانی باہمي کشت و خوں ریزي میں ہلاک ہورہي تھي' پس مسلمان بھیجے گئے تھے تاکہ انکا' جو انسان کے خون کي عزت سے انکار کرتے ہیں' خون بہالیں' اور بلکہ کان الہی کا خون محفوظ ہو - پس وہ اسلیے آئے تھے کہ خون بہائیں - اسلیے نہ تھے کہ انکا خون بہایا جاے - اسلام نے انکو زندگی اور قوت دي تھی - موت اور زخم اوروں کے حصے میں آئے تھا - انکے خون کا ایک ایک قطرہ ملکوں اور قوموں کا خون طلب کرتا تھا - اگر انکے جسم پر ایک زخم لگتا تھا تو انساني جبروت و جلال کے بڑے بڑے تخت الٹ دیے جاتے تھے -

ان کے ہاتھہ میں تلوار تھي' جسکي خون آشامي سے انساني وحشت و خونریزي کي خون آشامي پناہ مانگتي تھی' لیکن ان کو کسي تلوار کي چمک سے ڈر نہ تھا - وہ خدا سے ڈرنے والے تھے' اس لیے خدا کی زمین بھي انسے لرزتي تھي -

" لا تخافوهم' وخافون ان کنتم مومنین - (۳ : ۱۷۰) " کے وہ مخاطب تھے' اور " لا تهنوا ولا تحزنوا !! " کي الہي تسکین نے ان کے دلوں سے خوف و خطر ہمیشہ کیلیے دور کردیا تھا - ان کا خون صرف اللہ کي راہ میں بہتا تھا' اور خدا کبھي پسند نہیں کرسکتا کہ جو خون اسکے نام کي عزت سے مقدس کیا جاے' وہ اسکي زمین پر ارزاں قیمتوں پر فروخت ہو جاے !

وہ کیونکر اسکو پسند کرتا ؟ کیونکہ یہ تو وہ متاع عزیز تھي' جس کو خود اس نے بھي خریدنا چاہا' تو نعائم جنت کي سرمدي خوشیوں اور راحتوں سے کم میں اسکي قیمت نہ چکي !

ان اللہ اشتـــری من المومنیـــن انفسهـــم و اموالهم بان لهم الجنه - یقاتلـــون في سبیل اللـــه' فیقتلـــون و یقتلون ! ( )	اللہ نے مسلمانوں سے انکي جانوں اور مالوں کو خرید لیا تاکہ اسکے معارضے میں انہیں حیات بہشتي کي دائمي زندگي عطا فرماے - کیونکہ وہ اللہ کي راہ میں قتال کرتے ہیں اور پھر کبھي اسکے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور کبھي خود اسکي راہ میں مقتول ہوجاتے ہیں "

ان بیع را کہ روز ازل با تو کردہ ایم
اصلا دراں حدیث اقالہ نمي رود !

یہاں جنت کا ذکر کیا گیا مگر فی الحقیقت پوچھیے تو اس خون کي قدر و قیمت تو اس سے بھي ارفع و اعلی تھي - جن مجاہدین حق و جاں نثاران راہ الہي کے دلوں میں اللہ کے عشق و محبت کا گھر ہو' انکي قیمت جنت نہیں ہوسکتي - کیونکہ وہ تو جنت کے نہیں بلکہ رب الجنۃ کے طلبگار ہیں - یہي وجہ ہے کہ اس آیۃ میں " انفسهم " فرمایا - " قلوبهم " نہ کہا کہ یہ معارضہ نفس و جان کا ہے - دل کا نہیں ہے - دل کا معاوضہ اگر ہوسکتا ہے تو جنت کا نظارا نہیں بلکہ خود پروردگار جنت کا قرب و وصال ہے - اور تلاش کیجیے تو اصلي قیمت اس خون کے بیچنے والوں کو ملي بھي تھي :

ولا تحسبن الذین قتلوا في سبیل اللہ امواتا' بل احیـاء عنـد ربهم یرزقون - فرحین بما اتاهم اللـه من فضلـه و یستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم' الا خوف علیهـم ولا هم یحزنون ! (۳ : ۱٦۵)	" جو لوگ اللہ کي راہ میں قتل ہوے' انکو مردوں میں شمار نہ کرو - وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس شربت وصال سے سیراب اور غذاے قرب و اتصال سے رزق اندوز ہیں - اللہ نے اپنے فضل سے انکو جو مقامات و مدارج عالیہ عطا کیے' انسے شاد کام رہتے ہیں اور اپني اس حالت سے ان لوگوں کو' جو انسے پیچھے رہگئے ہیں اور انسے ملے نہیں' بشارت دے رہے ہیں کہ اللہ کي راہ میں بڑھنے کیلیے جلدي کرو - انکے لیے کوي خوف نہیں اور نہ کسي طرح کا حزن و ملال ہے !! "

حضرۃ امام (جعفر صادق) علیہ و علی اجدادہ و آبائہ الصلوۃ والسلام نے اسي مقام کي طرف اشارہ کیا تھا' جبکہ فرمایا :

یا ابن ادم ! اعـرف قدر نفسک' فان اللہ تعالے عرفـک قدرک ولم یرض ان یکـون لـک ثمن غیر الجنه ! -	لوگو ! اپنے نفس کي قدر و قیمت پہچانو ! یہ تو وہ متاع گرانما یہ ہے کہ اللہ نے اسکي قدر شناسي کي اور اسکے معارضے میں جنت سے کم قیمت کے ملنے پر راضي نہ ہوا !

و في المثنوي المعنوي:

کالۂ کہ ہیچ خلقش ننگرد
از خلافت آن کریم ان را خرد
ہیچ قلبے پیش او مردود نیست
ز انکہ قصدش از خریدن سود نیست
خویشتن را آدمي ارزاں فروخت
بود اطلس خویش را بردلق دوخت !

فاستبشروا ببیعکم الذي بایعتم بـه' و ذالـک هـو الفـوز العـظیـم ! (۹ : ۱٦۵)	پس مسلمانو ! اپنے جان و مال کے اس سودے پر جو تم نے خدا سے کیا ہے' خوش ہو' کہ فی الحقیقت یہ بڑي ہي کامیابي تھي جو تمہیں پیشگاہ الہي سے حاصل ہوئي !

ولکن شتان ما بین الیوم و الامس !

غرضکہ ایک زمانہ تھا' جب دنیا میں انکے خون سے بڑھکر اور کوئي شے کمیاب و گراں نہ تھي' مگر اب تو دریا کا پاني قیمتي ہے' مگر مسلمانوں کے زخموں کا خون بہت ارزاں ہوگیا ہے - خاک کے سنگ ریزے ٹھکرانے کیلیے نہیں ملینگے مگر پرستاران توحید کي لاشیں ٹھوکریں کھانے کیلیے ہر جگہ موجود ہیں - جنگل میں درختوں کے پتے جھومتے ہوے نظر آتے ہیں مگر اس سے زیادہ مسلمانوں کي لاشیں تڑپتي ہوئي دکھاي دینگي -

دنیا کا کوئي گوشہ ایسا نہ تھا' جہاں ہمارا خون اپني قیمت طلب نہ کرتا ہو' مگر آج بازار جہاں میں اس جنس کس مخر کي کثرت کا یہ عالم ہے کہ چشم انسانیت کو دو آنسوؤں کي قیمت دنیا بھي گوارا نہیں ! اللہ اللہ ! یہ وہي خون ہے جسکے معارضے میں کبھي روم و ایران کے تخت خریدے جاتے تھے' مگر:

ذالـک بمـا قدمت ایدیهم' و ان اللہ لیس بظلام للعبید ! (۸ : ۵۷)	یہ تغیر حالت انہوں نے خود اپنے ہاتھوں مول لیا' ورنہ اللہ تو اپنے بندوں کیلیے کبھي ظالم نہیں ہوسکتا -

خدا کے ہاں قیمتیں بڑھائي جاتي ہیں - بڑھا کر گھٹانا اسکي شان کریمي سے بعید ہے - وہ خون' جس کے معارضے میں اپنے

حرب و وصال کي قيمت ديکر' اسے متاع کونين سے افضل و اعلی کرچکا تھا' ممکن نہ تھا کہ اسي کي دنيا ميں اسقدر بے قدر هوجاے کہ مٹي کي ٹوکرياں قيمت ديکر مليں مگر مسلمانوں کے خون کي کوئي قيمت هي نہو ؟ ليکن اسکو کيا کيجيے کہ خود هم هي نے اپنے تئيں قدر و قيمت کا مستحق ثابت کيا تھا' اور هم هي هيں کہ آج اسکی قدر و قيمت کو اپنے هاتھوں کھو بيٹھے هيں:

ذلك بان الله لم يک مغيرا لعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم و ان الله سميع عليم (۸ : ۵۵)	اسليے کہ جو نعمت خدانے کسي قوم کو دي هو پھر وہ کبھي واپس نہيں لي جاتي' تا آنکہ خود وہ قوم اپني صلاحيت اور قابليت کو بدل نہ ڈالے اور بيشک الله تم سب کي باتوں کو سنتا اور تمھارے اعمال کو ديکھتا ھے -

پس جس خون کے آج دنيا کے تمام حصوں ميں دريا رواں هيں' اگر ۳ - اگست کو کانپور ميں اسکے چند فوارے کچھہ دير کے ليے بلند هوگئے تو کونسي اچھنبے کي بات ھے ؟ دريا کي موجوں ميں قطروں کو کون پوچھتا ھے ؟ اور هم جو مسلمانان عالم سے خون کي قربانيوں کا نظارہ حاصل کر رھے تھے' خود بھي اس نظارے کے پيش کرنے سے کيوں عاجز رهتے ؟ يہ سچ ھے کہ طرابلس کي خونين موجوں کے مقابلے ميں همارے پاس چند قطروں سے زيادہ نہيں' يہ بھي ضرور ھے کہ ايران کي سوليوں کا جواب اگر هم سے مانگا جاے تو هم ابھي کچھہ نہيں بتلا سکتے - اسميں بھي شک نہيں کہ مقدونيا کي آتش زدہ آباديوں' خون کے سيلابوں' اور انساني لاشوں کے بسے هوے شهروں کے مقابلے ميں همارا جيب ماتم ابھي بالکل خالي ھے - تاهم هماري شرمندگي مٹ گئي کہ همارے پاس خون کے بھرے هوے حوض نہيں تو چند چلو ضرور هيں' جنسے اپنے چهروں کي بے دردي اور بے حسي کي سفيدي چھپا سکتے هيں' اور خون سے منهہ دھوکر اس قابل هوسکتے هيں کہ عالم اسلامي کي مجلس خونين ميں شريک هوسکيں !

آج تين سال سے تمام عالم اسلامي سوگ ميں ھے - مسلمانان هند کے پاس دل و جگر کے ٹکڑے تھے مگر زخموں سے بہا هوا خون نہ تھا - اس ماتم کدۂ مقدس ميں' جهاں شهداء کي پاک روحيں خدا کي اغوش سے نکلکر اپنے ماتم گذاروں کا آہ و فغاں سننے کيليے آئي هوئي تھيں' بغير خون سے وضو کيے هوے کيونکر شريک هوسکتے تھے ؟ (رابعۂ بصريہ) نے ايک موقعہ پر کہا تھا :

رکعتـــان في العشق' لا يصح وضـــوء همـــا الا بالدم !	نماز عشق کي دو رکعتيں' جو ادا نہيں هو سکتيں جب تک کہ خون سے وضو نہ کيا جاے !

پس اگست کي تيسري تاريخ پيغام شهادت ليکر آئي تا مسلمانان هند کي اس شرمندگي کو مٹادے' اور هم ممنون هيں سر جميس مسٹن بالقابہ کے' جنکي بدولت دوچار کوزے خون کے هم نے بھي بھر ليے !

دعـــا کنيـــد بوقت شهــــادتـــم او را
کہ اين دميست کہ درهاے آسماں بازست

مذاکرۂ علميہ

عربي زبان اور علمي أصطلاحات

اســـماے عـلوم

ايک مدت سے هم ارادہ کر رھے تھے کہ اصطلاحات علميہ کے مباحث کا ايک مستقل سلسلہ شروع کيا جاے اور بعض سخت غلط فهمياں جو اسکي نسبت آجکل عموماً تعليم يافتہ اصحاب ميں پھيلي هوئي هيں' انکو بحث - مذاکرہ سے صاف کيا جاے -

اس سلسلے ميں سب سے پہلے " اسماء علوم " کا سوال سامنے آتا ھے -

آج هم تمام علوم و فنون حديثہ کي ايک فهرست مع عربي اصطلاحات کے شائع کرتے هيں' اور اسکے بعد ديگر مباحث مهمہ کي طرف متوجہ هونگے - هم کو اعتراف ھے کہ يہ فهرست جامع اور مکمل نہيں اور تلاش و تفحص اور مشورہ کي ابھي اسميں بہت گنجايش ھے - محض سرسري طور پر هم نے انگريزي ميں ايک فهرست مرتب کي اور اسکے سامنے عربي اسماء علوم کو لکھتے گئے - ضرورت اسکي ھے کہ احباب اس سلسلۂ مضمون کے هر حصے کو غور و فکر کے ساتھہ ملاحظہ فرمائيں اور جو جو باتيں ذهن ميں آئيں انسے مطلع فرماتے رهيں -

ايندہ نمبر ميں اس فهرست کے متعلق بعض ضروري ملاحظات هيں جنهيں پيش کرينگے -

(A)

Astrology	علم التنجيم' علم النجوم
Anthography	علم الرياحين
Anthology	مختارات'
Algebra	الجبر و المقابلہ
Anthropography	علم نوع الانسان
Anthropogeny	علم تکون الانسان
Anthropology	علم الانسان
Anatomy	علم التشريح
Anthropotomy	علم تشريح الانسان
Archaealogy	علم الاثار
Antiquitics	علم الدهور السابقہ
Architceture	علم الهندسہ' فن تعمير
Arthmetics	علم الحساب
Art	صنعت' فن
Astronomy	علم الهيۃ' علم الفلک
Aesthetics	علم الجمال

(B)

Bibliography	علم الوراقہ
Biology	علم الحياۃ
Book - keeping	علم تدوين الحساب' علم مسک الدفاتر'

علم النباتات	Botony
علم الادويه	Bithology
علم الجراثيم	Bichtrology
(C)	
علم النقد ، علم الانتقاد	Criticism
علم الكيمياء	Chemistry
علم الخلق	Cosmology
علم تكون العالم ، علم بدء الخلق	Cosmogony
علم هيئة العالم ، جغرافيه رياضيه	Cosmography
(D)	
تمثيل	Drama
علم الحركة	Dynamics
(E)	
علم العلم	Epistemology
علم الاقوام	Ethnography
علم الاسباب و العلل	Etiology
علم قومي الانسان	Ethnology
علم الاخلاق	Ethics
فلسفه الاخلاق و العادات	Ethology
علم حشرات الارض	Entomology
علم الاقتصاد	Economy
اقليدس	Euclids
(F)	
كسور (حساب)	Fraction
(G)	
فلاحة الحدائق ، باغباني	Gordaning
تقويم البلدان ، جغرافيه	Georgraphy
طبقات الارض	Geology
تحرير اقليدس ، علم المساحه	Geometry
جغرافيه طبعيه	Geonomy
علم تكون الارض	Geogony
علم اقطاع الارض	Geodesy } Geodetics
(H)	
علم المياه	Hydrography
علم نواميس المياه	Hydrology
علم مياه الجو	Hydrometeorology
علم المائعات	Hydrostatics
	Hytology
حفظ الصحة	Hygaion
تاريخ	Hystory
(L)	
علم الحقوق	Law
منطق	Logic
(M)	
علم الجو	Meteorology
علم بعد الطبيعه	Metaphysics
علم الجاذبيه ، علم المغناطيسيه	Magnatism
رياضيات	Mathe matics
علم جرثقيل ، علم الالات	Mechonics
علم طب	Medicine
علم المساحة	Mensurotion

علم المعدنيات	etallogy
علم المعادن ، علم التعدين	Minerologe
فن مجاز و استعاره	Metefor
علم العرافه	Metoposcopy
فن مجاز	Metonymy
فن موسيقي	Music
(N)	
تاريخ طبعي	Natural History
فلسفة طبعيه	Natural Philosphy
فن تمريض ، فن تيمار داري	Nursing
(O)	
علم المناظر و المرايا	Optics
فلسفة امور عامه	Ontology
علم وجوه تسميه	Onsmalology
علم بيض الطيور	Oology
(P)	
علم الهواء	Pneumatics
فن عروض	Prosady
فن تشخيص (الامراض)	Pothology
علم الالسنة	Philology
فلسفه حكمت	Philosphy
علم الاصوات	Phonology
علم النور	Photology
علم فراسة الراس	Phrenology
علم النباتات	Phytology
علم النفس	Psycholgy
طبيعيات	Physics
علم الفراسة	Physiognomy
جغرافيه طبيعيه	Physiography
علم وظائف الاعضاء	Physislogy
علم الاقتصاد السياسي	Political-Economy
علم التعليم و التربية	Pedagoge
(S)	
علم الاستحضار	Spritesm
علم الاجتماع	Sociology
علم الاقتصاد المنزلي	Social-Economy
علم الجراحة (جراحي)	Surgery
(T)	
علم الغايات	Telecgy
علم الصنائع اليد (دستكاري)	Technology
علم تعبئة الجيوش ، علم الحرب (فن جنگ)	Tactics
الهيات	Thiology
علم تخطيط البلدان يا علم تحديد البلدان	Topograply
علم تشريح الحيوانات	Theriotomy
علم المثلثات	Trigonometry
(Z)	
علم الحيوانات	Zoology
علم تشريح الحيوانات	Zoonatomy } Zootomy

مقالات

انگلستان اور اسلام

علانیہ دشمنی وکم بینی !

اثر: مسٹر هارمیتهس -

(ملخص با دنی تغیر)

موجودہ تاریخ کے طالب علم کے لیے اس عجیب انقلاب پر' جو شئون و حالات سیاسیہ میں جنگ کریمیا سے جنگ بلقان تک ظہور میں آیا ہے ' عمیق افسوس کیے بغیر' یادگار کریمیا Crimean Memorial سے گزرنا نا ممکن ہے - کیونکہ اس زمانہ میں انگلستان کی عزت (جو مشرق کي آزادي و مظلومي کا حامي وحید سمجھا جاتا تھا) اسقدر زیادہ ' اور اسکي سیاست مسلمانوں کے ساتھہ اسقدر همدردانہ تھي کہ قسطنطنیہ میں اس کا وکیل سر هنري لیرڈ ایک عرصہ تک (Maire du Palais) کا دور تمثیل کرتا رها - یہاں تک کہ گلیڈسٹون نے اسکا وہ پرائیوٹ خط شائع کردیا جسمیں اس نے سلطان عبد الحمید کو' جسکے کامل اعتماد کي وجہ سے اس پر اس درجہ مہربانیاں تھیں' ذلیل ترین ممکن واقعات اور شرمناک مظالم کا ملزم قرار دیا تھا -

اس زمانے میں ملکہ وکٹوریا سے لیکے نیچے تک هر انگریز یہ خیال کرتا تھا کہ ترک مشرقي لباس میں انگریز هیں - انمیں تمام نیکیاں وراثتاً هیں' اور وہ روس کي بربریت و فوضویت (انارکي) کے برعکس' انسانیت و تمدن کے وکیل هیں - اس زمانے میں ترکي اور برطاني سپاهي گرمجوشي کے ساتھہ معانقہ کرتے اور " هاتھہ میں هاتھہ خشکي اور تري دونوں میں " کے نعرے لگاتے هوے نظر آتے تھے -

مگر آجکل ترکي (کم از کم برطاني ارباب سیاست کے اکثر حصے کي نظروں میں) زندہ رهنے کا کوئي حق نہیں رکھتي' اور اسکے بدلے بلقاني حلیف تمدن و ترقي کے حقیقي علم بردار هیں !!

بلقان کے صلیبي (کروسیڈر) عیسائیوں کي طرف سے (جو زبان سے مسیح (ع) کا دم بھرتے هیں اور اعمال میں اسکي مخالفت کرتے هیں) جنگ کا اعلان برطاني پریس کا ناگزیر جواب تھا !' جس نے غیر مشکوک طور پر انکي تائید کي اور انکو برطاني پبلک کے سامنے مخلص انسانیت اور مسیحي نجات کے مدافع کي حیثیت سے پیش کیا -

درحقیقت اس زمانے میں انگلستان کا میلان طبع عالم اسلامي کے لیے سخت یاس انگیز ہے' جو دیکھتے هیں کہ حزب الاحرار (لبرل پارٹي) اپنے انصاف و حریت کي طویل الذیل تاریخي روایات کے باوجود' روسي سیاست کي هدایت پر چل رهي ہے - یہ صحیح ہے کہ عالم اسلامي کے بال و پر شکستہ هونے کي وجہ سے کسي اسلامي شہر میں ابهي سنگین مصیبت کے پیدا هونے کا خطرہ نہیں ہے' اور یہي خیال ہے جس نے انگلستان کو اسلامي معاملات میں اسقدر جري کردیا ہے' مگر تاهم یاد رکھنا چاهیے کہ ۶۰ - ملین مسلمان اپنے پہلوں میں دل رکھتے هیں' اور یہ قدرتي امر ہے کہ اس "علانیہ دشمني اور کم بیني " نے (جسکو اب لفظي همدردي کي نقاب مسلمانوں کي نظروں سے نہیں چھپا سکتي کیونکہ انمیں بیداري اور بیداري کي وجہ سے بصیرت و تمیز پیدا هوگئي ہے) ان زخمي دلوں میں ایک ایسي آگ پیدا کردي هو' جو گو اسوقت خاموش نظر آئے' مگر درحقیقت اندر هي اندر روشن هورهي هو' اور برطاني شاهنشاهي کے لیے مصیبت کے وقتہ کي منتظر هو - (مگر یہ صحیح نہیں)

اسلیے جب تک سیاسي حیثیت سے ترکي اور انگلستان ایک دوسرے کے دشمن هیں' برطاني شاهنشاهي محفوظ ہے' اور اسکي مسلمان رعایا قابل اطمینان حد تک کمزور ہے' اسوقت تک مظالم بلقان کے خاتمہ کے لیے انگلستان کوئي غیر نمایشي اور عملي کوشش نہیں کریگا -

اس نقطہ پر پہنچکر ایک شخص پوچھہ سکتا ہے کہ ان دو سب سے بڑي اسلامي سلطنتوں میں (کیونکہ انگریز فخر و مباهات کے موقع پر اپنے آپ کو دنیا کي سب سے بڑي سلطنت کہتے هیں) اس پھوٹ کا ذمہ دار کون ہے ؟

جیساکہ هم سابق میں بیان کرچکے هیں ' سنہ ۱۸۷۸ ع کي مہلک موتمر برلن تک سر هنري لیرڈ قسطنطنیہ میں مختار کل سفیر تھے - اس موتمر کے انعقاد سے کسي قدر پہلے عہد نامہ قبرص مختتم هوچکا تھا اور پوشیدہ طور پر اس پر دستخط بھي هوچکے تھے -

اس عہد نامہ کي رو سے یہ جزیرہ ترکي کي طرف سے انگلستان کو ان خدمات کے معاوضہ میں بطور " بخشش " کے دیا گیا تھا' جو اس نے محض روس کي مخالفت کي بنا پر جنگ ترکي و روس میں انجام دیے تھے -

دوسرے وکلاء صلح کي طرح مسٹر ڈسریلي اور لارڈ سالسبري نے بھي یہ باهمي معاهدہ کیا تھا کہ وہ کسي پوشیدہ منصوبے یا ترکي کے ساتھہ خفیہ انتظام کے بغیر اس معاملے میں داخل هوے هیں - مگر اخبار "گلوب " نے عہد نامہ قبرص کا خلاصہ یکایک شائع کردیا ' جس سے برطاني وکلاء کي سخت بے عزتي هوئي اور فرانسیسي اور روسي وکیلوں نے یہ دهمکي دي کہ وہ فوراً برلن چھوڑ دینگے اور اس طرح اس موتمر کے حقیقي طور پر نشست کرنے سے پہلے اس کو ختم کردیا جائگا - جب معاملہ اس حد تک پہنچا تو داهیۂ فرنگ یعني پرنس بسمارک ایک " ایمان دار دلال " کي حیثیت سے بیچ میں آپڑا' اور ایک راضي نامہ هوگیا جس میں برطاني وکلاء امور ذیل پر متفق هوگئے :

(۱) انگلستان کے اخذ قبرص کے معارضے کي حیثیت سے فرانس کو اجازت دیجائیگي کہ سب سے پہلے مناسب موقع پر (انگلستان کي طرف سے کسي مخالفت کے بغیر) وہ تیونس پر بلا تامل قبضہ کرلے -

(۲) مصر، مالي انتظام میں فرانس کے ساتهہ قدم بقدم چلیگا -

(۳) شام کے لاطیني عیسائیوں کي حفاظت کي بابت فرانس کے قدیمی دعوے کو انگلستان منظور کرلے -

جیسا کہ مسٹر بلنٹ ' (جو لارڈ لٹن اور کونٹ کورٹي اطالي وکیل موتمر برلن کي سند پر ان انتظامات کو روشني میں لاچکے هیں) کہتے هیں ' مشرق اور شمال افریقہ کي آزادي کے خلاف یوروپین جرائم کا نصف حصہ مخصص " سازش قبرص " کا براسطہ یا بلا واسطہ نتیجہ هے - یہ مشورہ دیتي هے کہ بوسینا فوراً آسٹریا کو دیدیا جائے - اس نے مقدونیہ میں معاملات کے ایک مستحکم تصفیہ کو درهم برهم کرنے میں مدد دي - اسی نے تیونس کو فرانس کي داڑہوں کے نیچے ڈالدیا ' اور دول یورپ میں افریقہ کي عظیم الشان تقسیم کا آغاز کیا .... ان تمام امور کے علاوہ اسی نے ایک نہایت نازک وقت میں انگلستان کے اس تمام اثر و نفوذ کو جو اسے قسطنطنیہ میں حاصل تھا ' برباد کردیا اور انگلستان کي طرف سے تمام مسلمانان عالم کے دل یک قلم تلخ اور متنفر هوگئے -

اسکے بعد هي فوراً مسٹر گلیڈ سٹون نے "بلغاري مظالم" (یعني وہ مظالم جو بلغاریوں پر کیے گئے تھے) اور مرد گناہ یعني عبد الحمید کے خلاف اپني معرکہ آرائي شروع کي - اسکا نتیجہ یہ هوا کہ انگلستان پر سلطان عبد الحمید کا اعتماد اور اسکے ساتهہ لطف و عنایت همیشہ کے لیے رخصت هوگئي اور اسکي جگہ گذشتہ تین سال سے باسفورس پر جرمني کا اثر غالب هوتا رها -

جب نوجوان ترک برسر اقتدار هوے اور سنہ ۱۹۰۸ع میں "دستور" کا اعلان هوا تو انهوں نے ایک مدافع حریت ملک سمجهکر انگلستان سے اعتقاد کامل رکھنے میں بالکل تامل نہیں کیا -

قسطنطنیہ میں جب کبھي سر جي - لوتھر سفیر برطانیہ گزرتا دل ترکي پبلک دیکھتي تھي ' تو پرجوش چیئرز دیتي تهي - معاملات یہاں تک بڑھے کہ ترکي برطاني اتحاد کي پیدایش کي علامتیں ظاهر هونے لگیں - شخصي حسد یا سیاسي رقابت ' کسي وجہ سے هو ' لیکن آسٹریا کو استحقاق هرزیگوینا و بوسینیا ' اور بلغاریا کو عثماني سیادت سے دعوی آزادي کي تلقین کرکے ' متوفي بیرن مارشل وان بي برسٹین (سفیر جرمني) نے ترکوں کے آگے انگریزوں سے میل جول کي قیمت پیش کردي ' اور بالآخر انگلستان کے حق میں نوجوان ترکوں کا جوش ٹھنڈا پڑگیا ' جب انہوں نے دیکھا کہ وہ روس کے خلاف جو بلغاریا کے دعوی آزادي کي ریڑھہ کي هڈي تھا ' ترکوں کي مدد کرنا نہیں چاهتا -

بد قسمتي سے نوجوان ترکوں کے لیڈروں اور کامل پاشا میں (جو اسوقت وزیر اعظم تھا اور عالمگیر طور پر طرفدار انگلستان مانا جاتا تھا) سخت تلخي پیدا هوگئي - جب کامل کو مجبوراً الگ هوجانا پڑا تو انگریزي پریس نے ترکوں کے خلاف معرکہ آرائي شروع کردي ' اور یہ اسلیے کہ نوجوان ترکوں کے لیڈروں کو ضروري معلوم هوا تھا کہ خانگي اختلافات کیوجہ سے کامل پاشا کو علحدہ کردیں اور جرمن اتفاق (German Coalition) کے ساتهہ اس مضر نا اتفاقي نے حتي الممکن بچنے ' جس کي دعوت دینے میں کامل پاشا نے کبھي پس و پیش نہیں کیا -

میں ان مختلف قابل اعتماد ترکوں کي گفتگو سے ' جنکے ساتهہ میں نے انگلستان اور ترکي کے تعلقات پر بحث کي ' یہ نتیجہ نکالتا هوں کہ وہ انگلستان کے ساتهہ ایک مکمل اور دائمي معاهدہ چاهتے هیں - اسکا اظہار وہ ابهی ابهی معاهدہ خلیج فارس کے تسویہ سے کرچکے هیں ' جسمیں انهوں نے اپنے مستقبل کي ایک حد تک قرباني دي هے اور آیندہ بھي انگلستان کي تائید کے معارضے میں مزید معقول قربانیوں کے لیے تیار هیں ' لیکن افسوس هے کہ ابتک انگریزي سیاسي جماعت اس اهم نتیجہ کے لیے ابتدائي کارروائي شروع نہیں کرتي - اور اس سے بھي زیادہ افسوسناک تر یہ هے کہ اسوقت انگلستان میں ترک اور غیر ترک ارباب سیاست موجود هیں مگر مقتدر اخباروں کے قلم تحریر میں انہیں داخل هونے کي اجازت دینے سے انکار کیا جاتا هے اور انکي دفاعي تحریروں کے لیے ردي کي ٹوکري کے علاوہ کوئي دوسري جگہ نہیں نکالي جاتي - اگر برطاني شاهنشاهي کے دار السلطنت میں ترکوں کے ساتهہ یہ سلوک کیا جا رها هے ' اور انگریزي پریس (جو ترکوں کے لیے مفید تحریروں کے حق میں گو وہ کتني هي سنجیدہ اور مدلل کیوں نہ هوں ' سخت سنگدل هے) انکے لیے هر مضر چیز کي اشاعت میں اسدرجہ تیزدست هے ' تو کیا تعجب هے اگر ترکوں اور انکے ساتهہ تمام عالم اسلامي کي امیدوں کي نظریں انگلستان کي طرف سے مایوسي کے ساتهہ پھرگئیں اور اب انہیں انگلستان سے اسلام کے ساتهہ همدردي کي امید اس سے زیادہ نہیں ' جتني کہ روس سے هے -

برطاني شاهنشاهي کي بہبودي کے لیے کیا بہتر هے ؟ اسکا فیصلہ کرنے والے انگریزي ارباب سیاست هیں ' لیکن کیا وہ ایران پر روس کے حملے اور میڈیٹیرینین کي طرف اسکي پیشقدمي کو جسکا نتیجہ عموماً تمام مسلمانوں اور خصوصاً هندوستان کے مسلمانوں کي ناراضي و ناگواري هوگا ' ترکي کے ملاپ پر ترجیح دیدیگا ؟ وہ ترک ' جنهوں نے سنہ ۱۸۵۷ ع کے غدر میں اپنے خلیفہ کا اثر انگریزوں کو مستعار دیا تھا اور سلطان عبد المجید خان نے ایک ارادۂ شاهاني شائع کیا تھا جسمیں غدر کرنے والوں کو سخت برا کہا تھا اور مسلمانان هندوستان کو انگریزي سلطنت پر حملہ آوروں کے ساتهہ عدم شرکت کي دعوت دي تهي ؟

جیسا کہ اس راقم نے ایک سربرآوردہ انگریز مدبر سے کہا تھا ' قسطنطنیہ کا خلیفہ خواہ قوي هو یا ضعیف ' مگر امیر المومنین کي حیثیت سے وہ ۶۰ - ملین مسلمانوں کا وزن اپنے ساتهہ رکھتا هے -

مسجد کانپور

مسلمانان لندن کا جلسہ

۵ - آگست سنہ ۱۳۱۹ ع یوم چہار شنبہ ۲۷ کرو یسٹور نٹ اسکوائر لندن میں هندوستاني مسلمانوں کا ایک غیر معمولي جلسہ منعقد هوا ' جسمیں حسب ذیل رزولیوشن پاس هوے :

(۱) هم هندوستاني مسلمان مقیم لندن انهدام مسجد کانپور میں حکام کي ناجائز کارروائي کے خلاف سختي کے ساتهہ اعتراض کرتے هیں اور جلد دوبارہ اسکي تعمیر کا مطالبہ کرتے هیں -

حکام کي اس سخت کارروائي کے خلاف ' جس کا نتیجہ ۲۰ - مسلمانوں کي موت کي صورت میں نکلا ' هم اپنے غیظ و غضب کے اظہار میں بالکل مجبور هیں اور ان خاندانوں کی ' جن سے انکے اعزا چھین لیے گئے دلي تعزیت کرتے -

جلسہ کي کارروائي هندوستان بذریعہ تار جائے اور یہاں کے پریس میں اسکي نقل •

آثار عتیقہ

رعمسیس ثاني فرعون مصر

علماے آثار نے آجکل (رعمسیس) ثاني کي متعدد یادگاریں دریافت کي هیں ' جو فراعنۂ مصر کے انیسویں خاندان کا تیسرا باد شاہ تھا - تورات کے سنین و اعمار کا حساب اگر کسي طرح غیر مشکوک ثابت هوجائے تو رعمسیس کا زمانہ میلاد مسیح سے تقریباً ۱۷۰۰ - برس پہلے' اور واقعہ هجرت سے ۲۲۰۰ - برس پہلے هوگا ' یعني یہ دریافت شدہ یاد گاریں آج سے تین هزار ۵۴۱ - برس پہلے کي هیں - مگر علماے فرنگ کي تحقیق ان کو بہت قدیم ثابت کرتي هیں ' کیوں کہ رعمسیس کا زمانہ اُن کي راے میں تورات کے ظن و تخمین سے متزاید ہے - اسي خاندان میں اسی بادشاہ (رعمسیس ثاني) کے بعد وہ (فرعون) تخت نشین هوا تھا' جسکا واقعہ حضرت (موسی) کے ساتھہ تورات اور قران مجید میں بتصریح مذکور ہے -

رعمسیس ثاني جسکے عہد کی یادگاروں کا مرقع آج شائع کیا جاتا ہے' اس خاندان کي کا سب سے بڑا باد شاہ تھا - اُس نے اپنے طویل عہد حکومت کے اندر مصر میں نہایت کثرت سے عمارتیں تعمیر کرائیں ' مالک فتح کیے ' شہر آباد کیے ' دشمنوں کي مدافعت کی ' اور مصر کی ترقي تمدن میں عمر بھر لگا رہا - اسکی تمـــام عمارات و آثار پر' جو وادي نیل میں نہایت کثرت سے اب تـک محفوظ هیں ' اسکا نام منقوش نکلتا ہے -

رعمسیس اپنے باپ کے زمانے میں جب ولي عہد تھا ' تو همیشہ جنـگ اور فتوحات میں مشغول رهتا تھا - تخت نشیني سے پہلے هی اس کے کار نامـے نہایت شہرت حاصل کرچکے تھے - تخت نشیني کے بعد اوس نے اور بہت سے عجائب و غرائب امور انجام دیے' جسنے تاریخ مصر میں اُس کي جگہ نہایت ممتاز کردي ہے -

هیکـل شمس کے کاهن نے رعمسیس کي ولادت سے پہلے باد شاہ سے پیشگوئي کي تھي ' کہ یہ بچہ بہت بڑا باد شاہ هوگا اور تمام دنیا پر حکومت کریگا - تخت نشیني کے بعد اس پیشگوئي کي خوشي میں رعمسیس نے اس هیکل کي عمارت وسیع کردي اور اس کي تعمیر میں بہت سے خوبصورت اضافے کراے -

رعمسیس نے آس پاس کي تمام قوموں کو زیر کرلیا تھا - بیس مختلف قومیں اس کو خراج دیتي تھیں ' سب سے پہلي بار عہد شہزادگي میں اسنے عربوں پر حملہ کیا ' اور کہا جاتا ہے کہ اونکو اپنا مطیع بھي بنالیا - اس سے پہلے عرب کسی کے مطیع نہ تھے - گو یہ اطاعت بھي اوس کي واپسي کے بعد قائم نہ رهي - عرب کے سوا دوسري طرف اسنے افریقہ میں برقہ وغیرہ کو فتح کرکے حکومت مصر میں داخل کیا - سودان بھي اسکے زمانہ میں مصر سے متعلق تھا ' اور هر سال بطور خراج هاتھي دانت ' آبنوس کي لکڑي ' اور سونے کي ایک مقدار کثیر مصر کو ادا کرتا تھا -

بري معرکہ آرائیوں کے علاوہ بحري معرکوں سے بھي اسکے کار نامے خالي نہیں - اسنے بحر احمر میں ایک بیڑا طیار کیا جسمیں ۳۰۰ - سے زائد جنگي جہاز تھے - آنکي مدد سے اسنے بحر احمر کے تمام سواحل و جزائر بحر هند تـک قبضہ کرلیا - اور عین اُس وقت ' جب کہ اوسکے افسر اِن سواحل و جزائر پر قبضہ کر رہے تھے ' خود رعمسیس ایک خونخوار فوج لیے هوے ایشیا کي سلطنتوں کو تہ و بالا کر رہا تھا - ایک ایک ملـک کو فتح کرتا هوا بالاخر هندوستان تـک پہونچا ' اور گنگا کو عبور کرکے بحر هند سے نکل آیا ! !

دوسري طرف ترکستان سے گذر کر وہ نہر طونہ (دریاے ڈینوب) کو عبور کرگیا - واپسي میں یورپ کے بعض شہروں سے گذرتا هوا روم ایلي میں داخل هوا ' اور جزائر بحر روم کو اپني حکومت میں داخل کرلیا - یہ سفر رعمسیس کا آخري جنگي سفر تھا -

عظماے فاتحین میں رعمسیس هي وہ شخص ہے جسنے شکست خوردہ اور منہزم قوموں سے نہایت لطف و مہرباني کا برتاؤ کیا - سیاسي مجرموں کي خطائیں بخشیں ' مفتوح و مغلوب قوموں کے ساتھہ عدل و انصاف سے کام لیا ' اور اون سے بہت تھوڑا سا خراج وصول کیا - وہ رعایا کے اعتقادات و مذاهب کا بڑي فراخ دلي سے لحاظ کرتا تھا -

تعمیر کا کام قیدیوں سے لیتا تھا ' لڑائیوں میں جو قیدي هاتھہ آتے تھے' وہ مصر لا کر تعمیر کے کام میں لگائے جاتے تھے - اسکو فن تعمیر سے بہت شوق تھا - دو شہروں کي تزئین و آرایش میں خصوصیت کے ساتھہ دل چسپي تھي - ایک تو منف ہے' جو اوس زمانہ میں مصر کا پایہ تخت ' اور دوسرے طیوہ ہے ' جو مصر کا مذهبي مقدس شہر تھا - انھیں قیدیوں کے ذریعہ اسنے مصر میں بہت سے پل بھي تعمیر کراے ' نیز تجارت و زراعت کي ترقي کے لیے بھي اسنے بہت سي نہریں کھودوائیں کہ دریاے شور (سمندر) تک راستہ ایک هو جاے -

خانداني حسد و نفاق قدیم حکومتوں کی خاصتریں امتیازي خصوصیت رهی ہے - رعمسیس جب اپنے عظیم الشان فتوحات کے بعد مصر واپس آرہا تھا ' اوسکا بھائي اوسکے استقبال کو مصر کے شہر تنیس تـک آیا اور نہایت تپاک سے اوس سے ملا - رات کو جب رعمسیس مع اپنے اهل و عیال کے سو رہا تھا ' اوسکے بھائی نے مکان میں آگ لگادي ' رعمسیس مع اهل و عیال بڑي مشکل سے اس مصیبت سے نجات پا سکا - اوسکے بھائي کو جب اپني نا کامیابي کا حال معلوم هوا تو بھاگ کر یونان چلا گیا ' اور وهاں مصري قوم کي ایک نو آبادي قائم کردي - آثار یونان میں اسکا نام دانوس مصري بیان کیا جاتا ہے -

رعمسیس کو ان عظیم الشان کامیابیوں نے نہایت مغرور و متکبر بنا دیا تھا - جو سلاطین اسیر هوکر اوسکے ساتھہ آئے تھے اون سے نہایت سخت تحقیر سے پیش آنے لگا ' اور روز و شب سواے فخر و غرور و تعدي طغیان و تذکرۂ فتوحات ' اوسکا کوئي کام نہ رہا - آخر بشریت سے منزہ هوکر وہ ایک اور عالم کا مخلوق اپنے کو سمجھنے لگا ' پس خدا کا قانون ' جسمیں کبھي تغیر نہیں هوتا ' جاري هوا اور نہایت اهانت و تحقیر کے ساتھہ خود اپنے هاتھہ سے خود کشي کرکے دنیا سے رخصت هو گیا -

اولم یسیرو افی الارض فینظروا کیـف کان عاقبـة الذین کانوا من قبلهم ؟ کانوا هم اشد قوة و آثارا في الارض' فاخذ هم الله بذنو بهم وماکان لهـم من الله واق (مـومـن)

کیا زمین میں پھر کر انھوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلوں کا انجام کیا هوا ؟ وہ جو ان سے قوت میں بھی ' اور یادگاروں مین بھي کہیں زیادہ تھے - خدا نے اونکے گنا هوں کے بدلے اونکو پکڑلیا ' اور خدا سے کوئي بچانیوالا نہیں -

شؤون عثمانیہ

بریدِ فرنگ

جنگ بلقان کے اسرار

لنڈن ٹائمز ۱۸ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ع کی اشاعت میں لکھتا ہے :

" سالہا سال سے آسٹرین پالیسی کے مستحکم مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی رہا ہے کہ اڈریاٹک کی طرف سرویا کے پھیلنے کو روکا جائے - اطالیا نے بھی ساحل اڈریاٹک کی طرف یونانی مقبوضات کی ہر معقول توسیع پر اسی قسم کے اعتراضات کیے ہیں - جب یہ واضح ہو گیا کہ ان دونوں طاقتوں نے یونان اور سرویا کے ان اطراف میں اپنی فتوحات کو اپنے ہاتھہ میں رکھنے کے نا منظور کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو وہ خود مختارانہ کارروائی سے اپنی مرضی کو بزور نافذ کرینگی تو اب " اتحاد " نے اپنے آپ کو اس خطرے کے روبرو پایا جسکی طرف ۱ - جولائی کی سنہ ۱۹۱۳ - کی شب کو سر ایڈورڈ گرے نے اشارہ کیا تھا -

مینشن ہاوس میں مسٹر اسکویتھہ ای تقریر کے بعد ' جسمیں وزیر اعظم برطانیہ نے یہ امید ظاہر کی تھی کہ ریاستہاے بلقان اپنے " ثمرات فتوح " سے محروم نہ کیے جائنگے ' یہ امر مشکل سے فرض کیا جا سکتا ہے کہ چند شکوک پیدا کیے بغیر سر گرے نے اصول عدم مداخلت سے اس سنگین علیحدگی کے ساتھہ اتفاق کیا ہو - لیکن یہ واقعہ ہے کہ انہوں نے ایسا کیا - اور بعض لوگ اس ملک میں ہیں جو اسکو بجا خیال کرتے ہیں - مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دول عظمی کی اس کارروائی نے اس حالت کو بھی ضرور برہم کر دیا جو قبل از جنگ باہمی گفتگو میں ان دوستوں کے پیش نظر تھی -

بر ہمزن اسباب کے ساتھہ فتوحات کی وہ کثرت بھی مستزاد ہونا چاہیے جو حلفاء کو اس جنگ میں حاصل ہوئی اور جس نے بلغاریا سے " حصہ شیر " کا وعدہ کیا - ان حالات میں یہ امر یقیناً ناگزیر تھا کہ " اتحاد " کی کارروائی سے اپنی حصہ کی کمی پر یونان اور سرویا کا غصہ اپنے اس ہمساز کے ساتھہ تیز و تند حسد کی شکل اختیار کر لے ' جو خوش قسمتی سے کچھہ ایسے مقام پر واقع تھا کہ اس سے امن یورپ کے لیے اپنے حوصلوں میں سے کسی حوصلے سے دست بردار ہونے کی فرمایش نہیں کی گئی !

بلغاریا نے ایک سخت غلطی کی اور اب اسکے لیے سوا اسکے اور کچھہ نہیں رہا ہے کہ اپنی غلطی کے نتایج قبول کر لے جس کے لیے وہ درحقیقت راضی معلوم ہوتی ہے -

بے شبہہ بہت سے لوگوں کے لیے یہ امر پر درد اور تعجب انگیز ہے کہ ان تمام متحد حلیفوں میں اختلاف ' جنگ تک رہنما ہوا ' اور جنگ نہایت سنگدلی کے ساتھہ کی گئی - مگر اس تعجب میں ان لوگوں کی طرف سے بمشکل حصہ لیا جاسکیگا ' جنہوں نے جزیرہ نماء بلقان میں گذشتہ بیس پچیس برس کے اندر (یعنی جب سے کہ یورپ میں وراثت بلغاریہ کے مسئلہ کا دروازہ کھولدیا گیا ہے) پیش آنے والے واقعات کا معائنہ غور و فکر سے کیا ہے -

اسوقت سے لیکر اس جزیرہ نما کی محکوم قوموں میں ایک ایسی نہ ختم ہونے والی جنگ قائم رہی ہے ' جو گذشتہ تین ہفتہ کی علانیہ جنگ سے اپنی نوعیت کی جگہ زیادہ تر اپنی صفت (یعنی شدت و خفت) میں مختلف تھی - یہ امر تعجب انگیز نہیں ہے کہ اس دیرینہ کاشت نفرت نے وہ خونیں پھل پیدا کیے جو ہم دیکھہ رہے ہیں ' بلکہ درحقیقت تعجب انگیز حالت یہ ہے کہ یہ جذبات ایک مدت کے لیے (اگرچہ وہ مختصر ہی سہی) اس درجہ رکے ' کہ ترکی کے خلاف ایک عام کارروائی کرنے دی - اس جزیرہ نما کی ابتدائی آبادی کا فیصلہ اس معیار سے کرنا مناسب نہوگا ' جو ہم نے اپنے لیے مقرر کر رکھا ہے ' اور جسکی تصدیق کی امید ابھی انمیں سے نہایت ہی قلیل جماعت سے بمشکل کیجا سکتی ہے "

ترک و ادرنہ

۸ - اگست - سنہ ۱۹۱۳ع کی اشاعت میں لنڈن ٹائمز نے راے دی ہے :

" ادرنہ سے ترکوں کا اخراج یورپ کے لیے سب سے زیادہ عجلت طلب مسئلہ ہے ' مگر یہ اس سلسلہ کا پہلا حلقہ ہوگا جو اپنے پر صعوبت اور طویل ہونے کا خود اقرار کرتا ہے - مسئلہ شرق قریب کے عام حل سے ہم ابھی بہت دور ہیں - رومانیا نے جس استواری کے ساتھہ اس مسئلہ کے ایک حصہ کا ہنگامی حل ' اور نیز جس اعتدال کے ساتھہ اپنے مطالبات کا فیصلہ کیا ہے ' اس کے لیے وہ یورپ کے شکریہ کی مستحق ہے - مگر یہ حل محض ہنگامی ہی ہنگامی ہے ' اور یہ یقینی ہے کہ مجموعی حیثیت سے اس میں ایسے مواد موجود ہیں جو اس وقت اچھا خاصا مباحثہ برپا کر دینگے ' جب دول یورپ اس پر نظر ثانی شروع کرینگی -

پیچیدگیوں کے آغاز کے بعد سے جس اعتدال اور ضبط نفس نے انکے اعمال پر نشان امتیاز لگایا ' اس سے ہمیں اس امید کے لیے کہ وہ ان مسائل کو اسی روح اور ویسی ہی کامیابی کے ساتھہ حل کرینگی ' ایک مستحکم بنیاد ملتی ہے -

بلقانیوں میں یورپ کے سامنے اپنی ذمہ داری کے احساس کے پھیلنے سے زیادہ مسرت انگیز اور موثر واقعہ شاید ہی کوئی موجودہ تاریخ میں ہو - یہی احساس ہے جس پر ہمکو نہ صرف ان اختلافات کے تصفیہ کے لیے اعتماد کرنا چاہیے ' جو موجودہ حالات نے برپا کر دیے ہیں ' بلکہ ان سازشوں سے اجتناب کے لیے بھی ' جنگی کاشت کے لیے دوبارہ ساختہ بلقان ایک پر ثمر میدان دینے کا وعدہ کرتا ہے -

بلقان کا ایک مستحکم اتحاد بیرونی سلطنتوں کو مداخلت کے لیے مشکل سے کوئی ترغیب دیگا -

ایسی نصف درجن بلقانی سلطنتوں کا سلسلہ جو ایک دوسرے کے خلاف مسلسل نقل و حرکت کرتی رہتی ہوں ' اور ایک طرف تو تنہا اور دوسری طرف گونہ گوں بندشوں میں ہوں ' یقیناً ان سلطنتوں کی طاقت کو اسی طرح کسی نہ کسی شدید ابتلاء میں ڈالدیگا ' جیسا کہ اطالیا کا حال پندرھویں صدی میں ہوا تھا -

خوان یغما

مغصوبات کي تقسیم

جنگ بلقان کے محاصل

ٹائمز نے ۸ - اگست سنہ ۱۹۱۳ ع کو اسکي تشریح کي ہے :

" چہار شنبہ کو بخارسٹ میں سروي ' یونان ' اور رومانی وکلا نے صلحنامہ ترتیب دیا تھا - بلغاري وکیلوں نے ان شرائط میں تخفیف کے لیے سخت کوشش کي جو انکے حلیف اور همسایہ بهائیوں نے لگائے تھے - لیکن رومانیا کي طرف سے التواء جنگ کے طول سے انکار تھا - اپني بے بسي دیکھکے انہوں نے وہ تمام شرائط منظور کر لیے جو انکے ناصحوں نے لکھوانے کے لیے انتخاب کیے تھے -

عہد نامۂ لندن کي روسے (جس پر ۳۰ مئي کو دستخط ہوے تھے) ترکوں نے تھریس اور مقدونیہ بلقاني حلیفوں کے حوالہ کردیا - تقسیم غنیمت پر فاتحین کي باهمي نزاع جو پہلے هي سے سخت تھي ' ایک ماہ کے اندر علانیہ جنگ کي طرف رهنما هوگئي -

آغاز جولائي میں رومانیا نے مداخلت کي تاکہ وہ ان لڑنے والوں میں صلح کرا دے ' اور ان سرحدي رعایتوں میں جو سینٹ پیٹر سبرگ میں پہلے هي سے منظور کیجا چکي تھیں' بلغاریہ سے توسیع کرالے -

یہ صلحنامہ نئي سروي ' بلغاري ' اور یوناني سرحدوں کا نقطۂ اجتماع سلسلہ کوہ بلیشا تزا کي شاخ پر مقرر کرتا ہے - بلغاري - سروي سرحد دریاے دارڈ اور اسٹروما کے درمیاني حصے کے پیچ پیچ جاتے ہوے اسطرح مغرب کي طرف کسیقدر بلند ہوتي ہے کہ اسٹرومتزا بلغاریوں کے لیے چھوٹ جاتا ہے - کوچنہ اور دو ترش سرویوں کو ملینگے -

یوناني - سروي سرحد ' دوآئي رین جھیل سے جنوب و مغرب کي طرف جیوجیلي سے (یہ مقام سروي ہے) گذرتي هوئي ایک ایسے نقطے تک جائیگي ' جو رڈنیا سے ٹھیک شمال کي طرف ہے اور یہاں سے مغرب کي طرف مڑکے پریسپا جھیل کے جنوبي کنارے پہنچیگي - رڈنیا اور فلورنیا مع اپنے هیڈ کوارٹر سے ۲۵ کیلومیٹر تک سالونیکا مناستر ریلوے کے ' یوناني هونگے -

بلغاري - یوناني سرحد ڈوآئي رین جھیل سے شروع هوگي اور مشرق کي طرف سلسلہ کوہ بلیشاتزا کے ساتھہ ساتھہ اس نقطہ تک جائیگي جہاں ریلوے دریاے میسٹا تک پہنچتي ہے - اسطرح کہ اس نقطہ تک سالونیکا ریلوے ' اور اس کے بعد ڈراما ' قوالہ ' سر حصار ' اور سیرس کو یونان کا ایک جزو بنا دیگي -

ایجین پر بلغاریا اور یونان کے ساحلي مقبوضات کو ایک کو دوسرے سے دریاے مسیٹا علحدہ کرتا ہے -

جبل اسود نے بلغاریا کے خلاف سرویا کو جو مدد دي ہے اس کے معارضہ میں سرویا اسکو مشرق و جنوب کي طرف توسیع ملک کي اجازت دیگي -

یہ تخمینہ کیا گیا ہے کہ جغرافي - مشرقي نو توسیع سلطنتوں کي آبادي یہ هوگي -

رومانیا	۷۶۰۰,۰۰۰	بلغاریا	۵۰۰۰,۰۰۰
یونان	۴۵۰۰,۰۰۰	سرویا	۴۰۰۰,۰۰۰
البانیا	۲۰۰۰,۰۰۰	جبل اسود	۵۰۰,۰۰۰

یہ تقسیم هنگامي تصفیہ سے زیادہ خیال نہیں کي جا سکتي - امید کي جاتي ہے کہ روس اور آسٹریا ' دونوں بلغاریا کو ایجین پر اس سے زیادہ وسیع گذرگاہ دیے جانے کي خواهش کرینگے ' جانی کہ اس کے حلیف دینے کے لیے راضي ہوے هیں -

مدنیت یورپ کا ایک منظر

نہ بر ظلم ' بر عدل باید گریست

نائب قونصل برطانیہ کي رپورٹ

احرار بلقان و آزدگان بلغار مظلوم و بلاکش مقدونیہ کو ظالم ترکوں کي غلامي سے آزاد کرنے الے تھے ' یہي سبب تھا ' اور اسي بنا پر بلقانیوں کو تمام یورپ کي اندروني و بیروني همدردي حاصل تھي - یہ آزادي کس طرح حاصل کي گئي ؟ اس کي بارها تشریح هوچکي ہے ' لیکن حال میں نائب قونصل برطانیہ کي جو رپورٹ مینچسٹر گارڈین نے ۷ - اگست سنہ ۱۹۱۳ ع کے نمبر میں شائع کي ہے وہ اس بحث کا قطعي فیصلہ ہے -

۱۹ - نومبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو ددہ آغاج میں تقریبا ایک سو بیس بے قاعدہ بلغاري سپاهي پہونچے ' یوناني تو نہیں دق کیے گئے مگر مسلمانوں پر تمام بخار نکالا گیا ' ترکي محلے تاراج کرکے جلا ڈالے گئے - عورتوں اور بچوں پر وحشیانہ دست درازیاں کي گئیں - اور بہت سے ترک ذبح کیے گئے - تعداد کا تخمینہ مختلف طور پر کیا گیا ہے - برطاني نائب قونصل کہتا ہے کہ ۳ - سو مشکل سے صحیح مجموعي تعداد کو پیش کر سکینگے - وہاں کا بشپ اس سے بہت زیادہ یعني ۸ سو اندازہ کرتا ہے - لاشیں زاغ و زغن کے لیے خون میں آلودہ ' غیر مدفون پڑي سڑ رهي هیں - ۲۴ - او جنرل کواچیفہ (Kovatchoff) یہاں آیا اور تین دن شہر پر باقاعدہ قبضہ کیا تھوڑي فوج حفاظت کے لیے چھوڑي - گورنر مقرر کیا اور اسکے بعد باهر روانہ هوگیا - ۲۳ جولائي تک قبضہ جاري رہا - اسي تاریخ کو نائبہ قونصل نے ساڑھے تین بجے شب کو ایک غیر معمولي تک و دو اور حرکت سني - ۷ - بجے صبح کو اپنے گھر سے دفتر گیا یہاں اسے سپہ سالار فوج کا ایک خط ملا جسمیں اس نے اپني روانگي کي اطلاع دي تھي - ایک بلغاري بھي نظر نہیں آتا تھا ۹ - بجے صبح کو سپاهي جماعتوں کي صورت میں واپس آئے - سپہ سالار نے ایم بیدیٹي (M. Badetti) کو ساڑھے چار بجے ملاقات کے لیے ایک خط لکھا -

اس ملاقات میں سپہ سالار نے بہانہ کیا کہ اسکو تخلیہ کا حکم ملا ہے - اس رات کو تمام شہر میں روشني نہیں هوئي - یہ ایک ایسي حالت تھي جو آج سے پہلے کبھي نہیں هوئي تھي - تین بجے شب کو ایم بیدیٹي نے آسمان میں ایک سرخ و آتشیں عکس محسوس کیا ' وہ باهر نکلے تو دیکھا کہ سائبانوں اور گوداموں کي ایک طویل صف جسمیں عثماني قرض عام کا نمک کا گودام بھي شامل تھا ' جل رهي ہے اور بلغاري غائب هیں - چاروں کے گوداموں اور تجارتي مال کي ایک مقدار کثیر کو جو تاجر رلکا تھا اور روانگي کا منتظر تھا ' آگ نے جلا کے خاکستر کردیا - فورا شہر والوں کا ایک برائیگیڈ ایم وائکم (M. Wykomm) کي ماتحتي میں ترتیب دیا گیا جو معا اس گدام کي حفاظت کي طرف متوجہ هوئے جسمیں پانچ لیم کے کئي هزار پیپے تھے -

اگر کہیں اسمیں آگ لگ گئي هوتي تو سارا شہر جل گیا تھا میں نے شہر کو دیکھنے سے بہت پہلے پنیتھر Panther سے دھویں کے بلند ہوتے ہوے بقعے - دیکھے یہ شہر اسوقت تک جل رہا ہے -

مراسلات

شہداء کانپور

لکھنو کا مجوزہ جلسہ

هندوستان کے انگریزي عہد کي آزادي کا خاتمہ

اگر هم کو یاد رکھنا هو' تو اب هندوستان میں ایسے دنوں کي کمي نہیں رهي جنہیں همیشہ یاد رکھنا چاهیے - یکم جولائي کي تاریخ مسلمان کبھي نہیں بھول سکتے ' جب کہ بندوقوں اور سنگینوں کے حصار میں کانپور کي مسجد کا ایک مقدس حصہ گرایا گیا ' اور اس طرح پورے فوجي سازوسامان کے ساتھہ اس اعلان کردہ مذهبي آزادي کا جنازہ اُٹھا جس کے پتلے کو ایک صدي سے زیادہ عرصے تک هندوستان میں زندہ و متحرک دکھلایا گیا تھا -

اسي طرح ۳ - اگست کي تاریخ خونین کي یاد بھي همارے صفحۂ دل سے محو نہیں هوسکتي ' جس کا آفتاب خون کے فواروں لاشوں کے اضطراب ' معصوم بچوں کے زخم هاے خونچکاں ' اور انساني مظلومي و بیکسي کے اشک هاے حسرت کے ساتھہ افق کانپور پر طلوع هوا ' اور چھہ سو کارتوسوں کے وحشیانہ اسراف قوت کے بعد ' برطانوي انصاف و معدلت کے ادعا کي لاش مستر ٹائیلر کے دوش مبارک پر جگہ پاکر ' بالآخر گنگا کے کنارے دفن کردي گئي -

لیکن میں سمجھتا هوں کہ اس سلسلے میں ۱۶ - اگست کي یادگاري عظمت سے بھي اغماض نہیں کیا جاسکتا ' جو ان گذشتہ ایام عظیمہ کي زنجیر کار فرمائي کي تیسري کڑي هے ' جس کا پہلا سرا تو هزآنر سر جیمس مستن بالقابہ کے دست مبارک میں نہایت مضبوطي سے اٹکا هوا هے ' مگر معلوم نہیں ' اس کے آخري سرے کے پکڑنے کي عزت کس عظیم الشان فرزند برطانیہ کو حاصل هوگي ؟

لکھنؤ کانپور سے میل ترین میں ایک گھنٹے کي مسافت پر واقع هے ' مسلمانوں کي تمام صوبے میں سب سے بڑي آبادي هے ' اور تعلیم یافتہ علي الخصوص قانون پیشہ مسلمانوں کي اتني تعداد صوبے کے صدر مقام تک میں نہیں - اس لیے قدرتي طور پر یہاں واقعات کانپور کا اثر سب سے پہلے نیز سب سے زیادہ نظر آتا تھا - ۳ - اگست کے حادثہ کے بعد هي یہاں چند وکلا و معززین کي ایک کمیٹي قایم هوگئي تھي ' جس کا مقصد مقدمات کانپور کي قانوني و مالي اعانت ' اور وسایل مزهمي زراعانہ پر غور کرنا تھا -

چند دنوں تک اس کمیٹي کي غیر با قاعدہ صحبتیں هوتي رهیں مگر وقت ضایع گیا اور کوئي راہ فوري کارروائي کي نہیں نکلي - بالآخر رفاہ عام میں ایک ابتدائي مجمع غور و مشورہ کے لیے طلب کیا گیا اور اس میں قرار پایا کہ مصیبت زدگان کانپور کي اعانت کے لیے چندے کي فراهمي مقدم ترین کام هے اور اس لیے آیندہ سنیچر یعني ۱۶ - اگست کو رفاہ عام کے احاطے میں ایک جلسہ عام منعقد کیا جاے -

چنانچہ اس کا اعلان شایع هوگیا ' جو بہت صاف اور بالکل غیر مشتبہ طریقہ سے مقصد انعقاد کو ظاهر کرتا تھا ' اور جس کے نیچے چار ذمہ دار معززین شہر کے دستخط تھے -

اعلان اگرچہ صرف دو چار دن هي پہلے شایع هوا تھا ' رمضان کا مہینہ اور گرمي کي شدت تھي ' اور لکھنؤ کي مقامي حالت اور عوام کے بعض ناگوار اختلافات زیر نظر تھے ' تاهم نہیں معلوم قتیلان ظلم اور شہیدان ملت کي یاد میں کونسي ایسي مقناطیسي کشش هوتي هے ' جس کے اثر کي قاهر و حاکم سلطنت کے آگے حکومتوں کي قوتیں اور تاج و تخت کي طاقتیں بھي بیکار هو جاتي هیں ؟ ایک دن کے اندر هي جلسے کے انعقاد کي خبر شہر کے گلي کوچوں سے نکل کر تمام اطراف و نواح میں پھیل گئي - اور تمام لوگ مستعد هوگئے کہ اپنے اپنے گھروں اور حلقوں کا چندہ لیکر ۱۶ - اگست کو لکھنؤ جائیں ' اور شہیدان راہ اسلام پرستي کي یاد میں نذر چڑھادیں :

بر سر تربت من چوں گذري ' همت خواہ
کہ زیارت گہ مردان جہاں خواهد بود

ایڈیٹر " الہلال " کا قیام لکھنؤ

بطور جملہ معترضہ کے یہاں یہ ظاهر کردینا ضروري هے کہ ۷ - اگست سے ایڈیٹر " الہلال " لکھنؤ آکر مقیم هوگئے تھے ' اور اس درمیان میں ایک دو مرتبہ کانپور وغیرہ گئے بھي تو پھر واپس آکر لکھنؤ هي میں ٹھیرے رهے - یہ عام طور پر هر شخص کو معلوم هے کہ اس موقع پر ان کا قیام لکھنؤ حکام کو سخت ناگوار تھا اور یہ ناگواري اس حد تک بڑھہ گئي تھي کہ خفیہ نگراني اور دلي مبغوضیت سے نکل کر ' علانیہ زبان تک بھي پہنچ گئي تھي - اور شاید اگر مصالح وقت ' عدم الزام قانوني ' اور ان کا عام شخصي اثر مانع نہ هوتا ' تو کانپور کي طرح لکھنؤ میں بھي ان کے قیام کو روکا جاتا -

مجھے صحیح طور پر معلوم هوا کہ جب ایڈیٹر " الہلال " کانپور میں مستر ٹائلر سے ملے ' تو انہوں نے " الہلال " کے ان دو مضمونوں کا ذکر کیا جو مسجد کانپور کے متعلق شائع هوے تھے ' اور دریافت کیا کہ " کیا وہ مضامین آپ هي نے لکھے تھے ؟ میرے پاس وہ پرچے موجود هیں اور میں ابھي ان کو نکالوں گا "

اور اس کے بعد انہوں نے اپنے دهني جانب کي اُس الماري پر نظر ڈالي ' جس میں " الہلال " کے پرچے ایک عقیدت مندانہ شان تحفظ کے ساتھہ محفوظ تھے ' اور انکے سرخ ٹائٹل پیج کے کنارے غیظ و غضب کے اُس خونیں رنگ کو نمایاں کر رهے تھے ' جو اُس وقت کانپور کے اس " سپہ سالار جنگ " کے اندر جوش مار رها تھا ' اور جس کو ظاهري اخلاق و لطف ' اور نرمي زبان

لپچه کي چادر تل کر پوري کوشش سے چهپايا جا رها تها -

بہر حال اس کا نتيجه يه هوا که انهيں کانپور ميں قيام کرنے سے روکا گيا -

ليکن جهاں تک مجهے معلوم هے ' لکهنؤ کے فرمانرواے دوم يعني ڈپٹي کمشنر مسٹر نورتھ کي ميز پر وه ضخيم " مسل " تو ضرور هو گي ' جو ايڈيٹر " الهلال " کے قيام لکهنؤ کي روزانه تاريخ پر مشتمل تهي ' اور جسے - سي - آئي - ڈي - کے پريشان حال مگر داستان گو محکمه نے سول اينڈ ملٹري هوٹل کے روزانه طواف کے بعد مرتب کيا هوگا ' تاهم کانپور کے محلسراے شاهي کي طرح " الهلال " کي فائل نه هوگي - اس لئے ايڈيٹر " الهلال " کے متعلق کسی حکم کے نافذ کرنے ميں يه چهوٹا بادشاه يقيناً اپنے شهنشاه اعظم ' يعنے سر جيمس مسٹن کے فرمان کا محتاج تها -

ايک عجيب مصيبت

يه چند دن فرمانروايان لکهنؤ کے ليے کچهه عجيب کشمکش اور مصيبت کے ايام بلا تهے - جلسه کا انعقاد بجاے خود ايک مصيبت تهي ' پهر اس پر ايڈيٹر " الهلال " کي موجودگي اور اس کا يقين ' که وه قطعي شريک هونگے ' تقرير کريں گے ' اور پهر نهيں معلوم هندوستان ميں يک بيک غدر برپا هوجاے گا ' يا اس سے بهي زياده کوئي آسماني مصيبت نازل هو جاے گي ' يهي مصيبت پر گويا صدها مصائب و آلام کا سنگين اضافه تها !

چند هزار آدميوں کے ذمه دار ' بے ضرر ' اور قانوني مجمع ميں ايک مسافر کی شرکت اور تقرير سے اُس قوم کے فرماں روا پريشان هو رهے تهے ' جو کئي هزار ميل کا سمندر طے کرکے تيس کروڑ آدميوں پر حکومت کر رهي هے ' اور جس کا هر فرد اپني نسبت يه قاهرانه حسن ظن رکهتا هے که وه طاقتوں اور قوتوں کا ايک ديوتا هے ! !

اس اثنا ميں هر روز بلا ناغه کسی نه کسي موقعه پر ان سے دريافت کيا جاتا رها که وه ١٦ - اگست تک ٹهريں گے يا نهيں ' اور جلسے ميں (جو ضرور منعقد هوگا اور جس ميں اب ان کي شرکت کي کوئي ضرورت نهيں !!) وه شريک هونگے يا نهيں ؟ پوچهنے والوں کي حالت قابل رحم تهي ' اور اس پريشان حالي ميں ضرور کچهه نه کچهه تسکين هو جاتي ' اگر کهه ديا جاتا که " قيام و شرکت کا اراده نهيں " ليکن حکام کي بے معني پريشانی اور ان کي ذريات کي تمسخر انگيز بد حواسي خواه مخواه ظرافت و مزاح کي دعوت ديتي تهي - اس ليے اور زياده اصرار و تاکيد کے ساتهه هر مرتبه وه جواب ديتے تهے که -

" خواه کچهه هو ' مگر ميں تو اب بغير جلسے ميں تقرير کيے لکهنؤ سے ٹلتا نهيں - اگر ايسا هي هے تو هز آنر اپنے حکم خاص سے ٹهرنے کي ممانعت کر ديں - "

هز آنر کي تشريف آوري

سنيچر کو جلسه تها ' اور اُسي دن جناب راجه صاحب محمود آباد کي زير صدارت ڈيپوٹيشن جانے والا تها - جمعرات کي سه پهر کو هز آنر لکهنؤ تشريف لانے والے تهے - اُسي دن مولانا ابوالکلام نے دهلي جانا چاها ' کيونکه جمعه کے دن وهاں ايک جلسے کا انعقاد ضروري تها ' اور مسٹر محمد علي کي عدم موجودگي کي وجه سے چندے کي کارروائي اوس وقت تک پوري طرح شروع نهيں هوئي تهي ' اگرچه تمام شهر اس کے ليے مستعد تها -

ساڑھے چار بجے وه کلکته ميل سے روانه هونے کے ليے اسٹيشن پهنچے تو هز آنر کي آمد آمد کا غل تها ' اور افسران پوليس و حکام کی پوري پارٹي استقبال کے ليے موجود تهي - ميں نے اس موقعه کے جو حالات سنے هيں ' ميں سمجهتا هوں که وه هر شخص کے ليے ويسے هی دلچسپ اور مضحک هوں گے ' جيسے که خود ميرے ليے هوے - مولانا کے نمودار هوتے هی جس طرح پريشانی چها گئی ' جس طرح باهم کهلے کهلے اشارے هونے لگے ' جس طرح خفيه احکام جاري کيے گيے ' اور پهر جس طرح ايک صاحب متعين کر ديے گيے تا که وه ان کے همراه پليٹ فارم پر ٹهلتے رهيں ' اور پهر جس طرح انهوں نے اپنا طول طويل سفر نامۂ کشمير شروع کر ديا ' وه ايک نهايت هي پُر لطف لطيفه هے ' اور اُس سے يه مسئله بالکل حل هوجاتا هے که جو لوگ ايک تعليم يافته ' ايک معزز اور جماعت کے ايک ذمه دار رکن کی اسٹيشن پر محض موجودگی کو ايسي افسوسناک بد گماني کي نظر سے ديکهيں اور اس ميں اس درجه خود رفته هو جائيں که اپنے جذبات کو ضبط نه کرسکيں ' اُن سے کيا بعيد هے که ٣ - اگست کو مچهلي بازار کانپور ميں پانچ چهه سو يا بقول خود ايک هزار آدميوں کے مجمع کو ديکهه کر (کو وه نهتا اور محض بے ضرر مجمع تها) اپنے آپے سے باهر هوگئے هوں اور بے تامل قتل عام کا حکم دے ديا هو ؟ که

مشق ناز کر ' خون شهيداں ميري گردن پر !

مولانا کا بيان هے که اسٹيشن پر پهنچتے هي ڈپٹي کمشنر کی موجودگي ميں ان کے ايک خفيه پوليس کے " دوست " اور نصر الله خاں صاحب کوتوال حضرت گنج نے پوچها : " کيا اب آپ تشريف لے جا رهے هيں " ؟ ميں نے کها : " آپ مطمئن نه هوں - صرف ايک دن کے ليے جا رها هوں - ذرا دهلی ميں بهي آتش افروزي کا سامان هو جائے جس کا مواد هر جگه هميشه سے موجود هے - پهر رات کو روانه هوکر سنيچر کي صبح کو لکهنؤ پهنچ جاونگا يهاں کے جلسے ميں تو اب ميري شرکت ٹل نهيں سکتي - يه دوسري بات هے که ميں ٹلنے پر مجبور کيا جاؤں يا خود جلسه هی ٹل جاے " -

غرضکه اس طرح قبل اس کے که سنيچر کے دن ان کي موجودگی کا علم هو ' خود انهوں نے هی يه کهه کر اُس خوشي کے ساتهه پوري بے رحمي کي ' جو ان کے دهلی جانے کي خبر سے ان بيچاروں کو گهڑي بهر کے ليے نصيب هوگئی تهي -

چنانچه وه ١٦ - اگست کو ساڑھے نو بجے پهر لکهنؤ پهنچ گئے - اُسي دن دو بجے رفاه عام ميں جلسه هونے والا تها -

بعض اشخاص کي طلبي

جهاں تک ميں نے تحقيق کيا هے ' جلسے کے اعلان کے بعد اُن چار حضرات سے کوئي پرسش و گفتگو نهيں هوئي تهي ' جن کے دستخط سے اعلان شائع هوا تها - البته ضمنی طور پر طرح طرح کے اظهار خيالات و آراء کي شهر ميں افواه هے - عين ١٦ - اگست کو گياره بجے ' جبکه انعقاد مجلس ميں صرف دو تين گهنٹے باقی ره گئے تهے ' صاحب ڈپٹي کمشنر نے (غالباً) سيد وزير حسن صاحب سيکريٹري مسلم ليگ ' مسٹر نبي الله بيرسٹر ايٹ لا ' اور منشي احتشام علي صاحب کو طلب کيا - آخر الذکر دو صاحبوں کي نسبت سنا گيا هے که کسي وجه سے نه جاسکے ' اور صرف سيد وزير حسن صاحب گئے - جو کچهه گفتگو هوئی ' اس کو خود سيد وزير حسن صاحب بتلا سکتے هيں ' مگر مشهور هے که ڈپٹي کمشنر صاحب نے جلسے کے متعلق نهايت زور سے بے اطمينانی ظاهر کي اور کها که کانپور کا سا بلوه اگر يهاں بهي هوگيا تو اس کا ذمه دار کون هے ؟

کہا جاتا ہے کہ ان کو جواب دیا گیا کہ ایسا ہونے کي کوئي وجہ نہیں یہ ایک ایسي افسوس ناک بدگماني اور بیجا خوف ہے جس کو پبلک کسي طرح گوارا نہیں کرسکتي - ہر شخص اس کي ذمہ داري لینے کے لیے طیار ہے ۔ جلسے کا مقصد سوا چندہ جمع کرنے کے اور کچھہ نہیں ' اور اگر روکا گیا تو یہ ایک نہایت افسوس ناک اور اشتعال انگیز کارروائي ہوگي -

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اتنا بیان ان کے اطمینان کے لیے کافي نہ تھا - نہیں معلوم ان کے ذہن میں ایڈیٹر (الہلال) کا تصور کس درجہ خوفناک اور مہیب تھا کہ وہ ان کي موجودگي اور تقریر کے متعلق کسي طرح بھي مطمئن ہونا پسند نہیں کرتے تھے - انہوں نے ان کي موجودگي کو سخت خطرناک بتلایا اور اس درجہ مضطرب ہوے کہ کسي انسان کي تسلي دہي اور تشفي بخشي اس کے لیے موثر نہیں ہوسکتي تھي !

احکام جنگ ! !

اِدھر تو یہ باتیں ہو رہي تھیں ' اُدھر پولیس کے انتظامات کا عجیب حال تھا - معلوم ہوتا تھا کہ آج یا تو کسي خوفناک حریف پر حملہ ہونے والا ہے ' یا کسي مہیب غنیم کے لکھنؤ پر حملہ آور ہونے کي خبر ہے - والنٹیروں کو حکم مل گیا تھا کہ وہ طیار ہو جائیں اور یہ میں نے ایسے لوگوں سے سنا ہے جنھوں نے خود ان کو مسلح دیکھا تھا - کارتوس تقسیم ہوگئے تھے ' اور پولیس کي تمام چوکیاں کمربستہ حکم کي منتظر تھیں - وہ تمام راستے جو رفاہ عام کو گئے تھے ' پولیس کي صفوف اور قطاروں کا جو لانگاہ بن گئے تھے اور خود رفاہ عام کے احاطے کا تو یہ حال تھا کہ معلوم ہوتا تھا ' کوئي محصور گڑھي ہے اور ایک عظیم الشان غنیم اس کو گھیرے ہوے بر سر حملۂ آخری ہے !

اُن ہزارہا لوگوں سے جو بعد کو ملے معلوم ہوا کہ تمام اکے والے رفاہ عام لے جانے سے انکار کرتے تھے اور خواہ کتنا ہي زیادہ کرایہ دیا جاے لیکن کسي طرح منظور نہیں کرتے تھے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً ان کو بھي پولیس کی طرف سے روک دیا گیا ہوگا -

جلسے کے انعقاد کي خبر کچھہ ایسي غیر معمولي سرعت سے پھیل گئي تھي کہ لوگوں کو تعجب ہے ' اور اس کو مظلومان کان پور کا تصرف باطني سمجھنا چاہیے - بارہ بجنے کے بعد ہي سے اطراف لکھنؤ کے لوگ شہر میں پہنچ گئے اور صدہا اشخاص تو کاکوري ' بارہ بنکي ' سندیلہ ' ملیح آباد ' اور ہردوئي سے صبح ہي آگئے تھے - اب وہ جلسے کي شرکت کے ارادے سے سڑکوں پر سے گذرنے لگے -

ان کا بیان ہے کہ ہر قدم پر پولیس کے مسلح سپاہي ملتے تھے اور رفاہ عام جانے سے روکتے تھے - کبھي کہتے وہاں بلوہ ہوگا پکڑے جاؤگے ' مت جاؤ - کبھي کہتے اب جلسہ روک دیا گیا - جو شخص جائگا گرفتار ہوجائیگا - اس پر بھي صدہا اشخاص دوڑتے بھاگتے رفاہ عام پہنچ گئے کہ تحقیق کریں ' اصلیت کیا ہے ؟

باقي آیندہ منقول از " زمیندار "

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کي جائیگي - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

لاتنازعوا فتفشلوا و تذہب ریحکم

اہل تسنن و تشیع میں اتفاق کي ضرورت

اتفاق کیونکر ہو ؟

(از جناب مولانا شیخ فدا حسین صاحب معلم دینیات شیعہ ' مدرسۃ العلوم علي گڑہ)

شیعہ سني کے اتحاد و اتفاق کي ضرورت ' صرف یہي نہیں کہ اسي زمانہ میں محسوس کي جاتي ہے ' بلکہ عصور متقدمۂ اسلامیہ میں بھي اس کي سخت ضرورت تھي ' مگر وہ ضرورت ہمارے اسلاف کي سادہ منشي کیوجہ سے مطلق محسوس نہ ہوئي - مرض موجود تھا ' دوا بھي ممکن تھي ' مگر اس سے کام نہ لیا گیا - نتیجہ جو کچھہ ہوا وہ اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے - بعض اوقات شدت غفلت کي وجہ سے اجلاے بدیہیات و واضح و اضحات کے طرف بھي تنبیہ کي ضرورت ہوتي ہے - نظر براں اس مقام پر صرف اس قدر لکھنے کي ضرورت ہے کہ شیعہ سنیوں کا اختلاف راے اگر محض اختلاف راے تک ہي محدود رہتا تو چنداں حرج نہ تھا - نظیر میں صرف مسئلہ خلافت کو پیش کرتا ہوں -

بنیاد اس اختلاف کي صرف اس قدر ہے کہ شیعوں کے نزدیک بعد وفات رسول صلعم چونکہ وہ خاتم الانبیا تھے ' اور انکے بعد سلسلہ وحي نبوت ختم ہوچکا تھا لہذا انکي شریعت موبدہ ہے - اسکے نفاذ اور حقیقي طور پر عملدر آمد کے واسطے ضرور تھا کہ اس میں ذرہ برابر کي خطا اور ضلالت منشاء رباني کي درپیش نہ آوے اور کلام خدا کا صحیح محل و مفاد رعیت خداوندي کے کانوں تک پہنچ جاوے - اس ضرورت سے ایک امام معصوم کا من جانب اللہ رعیت سے منتخب ہونا ضروري تھا کہ جسے خود پروردگار عالم انتخاب فرماے کیونکہ معصوم کا منتخب کرنا طوق بشري سے باہر ہے ' اسلیے یہ بمصداق آیۂ کریمہ " ماکان الیہ اطیرۃ " خدا ہي کو ایسا انتخاب فرمانا چاہیے تھا - اگر وہ ایسا نہ کرتا تو معاذ اللہ اعتراض اس کي ذات پر لازم آتا کہ اس نے ترک اصلح کیا جو ذات خداوندي سے محال ہے - ان خیالات کي وجہ سے شیعہ انتخاب خداوند کي ضرورت کو بضرورت عقل پسند کرنے پر مجبور ہوگئے - ادہر اہل سنت نے ضرورت ایک خلیفہ اور قائم مقام رسول کي تو ضرور محسوس کي ' مگر ان کے نزدیک صرف رعیت کي انتخاب کے وجہ سے کافي سمجھا گیا ' جو کہ کم از کم صحیح عقلي طور پر معلوم نہیں ہے - یہي وجہ ہے کہ عموماً اہل سنت مسئلہ امامت و خلافت کو ضروریات دینیہ سے اور اصول دین سے نہیں مانتے بلکہ ایک امامت دنیویہ سے زاید اس کي وقعت نہیں کرتے -

صرف اس قدر مبناے اختلاف ما بین شیعہ اور سنیوں کے ہے ' لیکن اس اختلاف کي کسي حال میں یہ حد نہونا چاہیے تھي کہ جس حد پر شبانہ روز مشاہدہ میں آتي ہے - یہ نا گوار صورت جو اس اختلاف نے پیدا کي ہے اس کے اسباب کیا تھے ؟ اور ان کے دفع کي اب بھي کوئي تدبیر ممکن ہے یا نہیں ؟

اس میں شک نہیں کہ جو واقعات ہوچکے ' ہوچکے - اس زمانہ میں کوئي انہیں پسند کرے یا نہ کرے اب وہ واقعات بدل نہیں سکتے - مثلا حضرت ابو بکر یا حضرت عمر رضي اللہ عنہما وغیرہ کا انتخاب ہوگیا اور ہوچکا اور مقابل ان حضرات کے جناب امیر علیہ السلام کو جو ناکامي

جناب امیر علیہ السلام پر اس رسم منحوس کی بنیاد نہ ڈالتے ' لیکن جب کہ انہوں نے اپنے عرصہ دراز تک شیعوں کا اس بری طرح سے دل دکھایا ' تو شیعوں نے بھی مجبوراً یہ خیال کیا کہ اس سلطنت کی اصل بنیاد خلفاء راشدین کے قائم کی ہے ' اگر وہ دن نہ ہوتا تو یہ سلطنت بھی نہ ہوتی ' اور نہ یہ روز بد شیعوں کو دیکھنا پڑتا - اسوجہ سے وہ بری طرح خود حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے مخالف ہوگئے اور " قتل الحسین یوم السقیفہ " کا مضمون پیش آگیا ' انہوں نے اس درجہ افراط سے کام لیا کہ بنی امیہ تو گویا چھوٹ گئے اور خلفای راشدین سب سے پیش ہوگئے - حالانکہ وہ میرے خیال میں اس قدر ملامت کے مستحق نہ تھے -

اس پر آفت یہ ہوئی کہ امام حسین علیہ السلام شہید ہوے اس شہادت نے بنی امیہ کی سلطنت کی جڑ کو تو ضرور ہلا دیا ' بلکہ برباد و تباہ کردیا ' مگر حضرات اہل سنت نے خود غلطی سے یا شاید عمداً ایسا ضرور کیا کہ شیعوں کے ساتھہ انہوں نے بدعات بنی امیہ کے رد و ابطال و ان کے اعمال و کردار پر اظہار غیظ و غضب و تنفر و بیزاری میں ہمدردی نہیں کی ' جس سے فطری طور پر شیعوں کو یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ اب بھی انکے ہم خیال اور انکے افعال و اعمال پر راضی و خوشنود ہیں اور انکا استصواب و استحسان کرتے ہیں - اب شیعوں کو قہراً یہ خیال ہوا کہ جب یہ لوگ ان کے افعال پر راضی ہیں اور ان کا استحسان کرتے ہیں تو اگر یہ اس زمانہ میں ہوتے تو ضرور بنی امیہ کا ساتھہ دیتے -

غرضکہ میں پہلے کہہ چکا کہ جب تک سنی شیعوں کے ساتھہ انکی دلی رنجش و ملال میں ہمدردی نہ کریں گے اسوقت تک شیعوں کو بھی کوئی وجہ تبرا سے دست برداری کی نہیں ہوگی - لہذا میری راے یہ ہے کہ سنیوں کو بہ استثناے خلفاء راشدین ' شیعوں کے ساتھہ ہر اس شخص کے برا کہنے میں ہمدردی کرنا چاہیے ' جس سے شیعہ ناراض ہوں اور اپنی ناراضی اپنے طرز عمل سے شیعوں پر ظاہر کریں - میں مصلحتاً ایک سنی بزرگوار اور نو جوان عالم و فاضل و مورخ صاحب کا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا ہوں جنسے غائبانہ بہت کچھہ ذاتیات کی وجہ سے ملال تھا ' لیکن اب جو میں نے انکے خیالات اس مسئلہ خاص میں معلوم کیے تو واللہ باللہ ثم باللہ ' میں انکا غائبانہ عاشق زار ہوگیا ہوں ' اور انکی صورت دیکھنے کے لیے بیقرار رہتا ہوں ' اور انشاء اللہ تعالی اپنے تئیں اور انکو اس آیۂ کریمہ کا مصداق سمجھتا ہوں : و نزعنا ما فی صدورہم من غل اخواننا علی سرر متقابلین - اب جو نتیجہ ان سنی بزرگوار کا اور میرا ہوا ' یہی نتیجہ کل سنیوں اور شیعوں کا ہوگا - باہم شیر و شکر ہوجاویں اور متفقہ کوشش سے اپنے مقاصد اسلامی میں اعلی درجہ کی کامیابی حاصل کریں -

منجملہ شیعوں کی شکایات کے ایک شکایت مسئلہ عزا داری امام مظلوم کی ہے - یہ مسئلہ عجیب و غریب نوعیت کے ساتھہ ہندوستان میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے - ادھر تو شیعوں کے ساتھہ ہندؤں نے اس درجہ اس میں دلچسپی لے رکھی ہے ' کہ اگر شیعوں کا دل چیرا جائے تو اس میں ہندؤں کی اس ہمدردی سے انکی طرف میلان اور انکی محبت ضرور جاگزیں نظر آئیگی ' والیان ملک مہاراجاؤں سے لیکر چمار ' لودھے ' کرمی اور نیچ ذاتوں تک ' سب کو آپ برابر امام حسین علیہ السلام کا عزادار پائنے ہیں - یہ کیوں ؟ اس کا کیا سبب ؟ کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ انہیں شیعوں کی خوشامد ہے ؟ لا حول و لا قوۃ استغفراللہ - اس سے بڑھ کر غلط خیال نہیں ہوسکتا - جب کہ اسلامی سلطنت ہندوستان میں قائم تھی ' تو اس زمانے میں مسلمان خود تعزیہ دار نہ تھے یعنے اہل سنت - اور شیعہ گروہ ایک نہایت گمنامی کی حالت میں تھا ' بجز اسکے کہ شیعہ محمد شاہ دہلی کے زمانے میں خفیہ طور سے تعزیہ داری کرتے تھے - (دیکھو دہ مجلس فضلی کی نسبت تذکرہ شعرا تالیف تسی تاسی)

پھر کون کہہ سکتا ہے کہ ہندؤں کو شیعوں کی خوشامد میں تعزیہ داری کا شوق ہوا ؟ علاوہ بریں اگر یوں ہی خوشامد پر بنا کی جائے تو میں سوال کرونگا کہ ہندؤں نے اہل سنت کے رسوم مذہبی میں کوئی رسم کیوں نہ اختیار کی ؟ یا اب انگریزوں کی کوئی مذہبی رسم کیوں نہیں ادا کرتے ؟ ہندؤں کا تو یہ حال - ادھر مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ ہرسال ماہ محرم کے قریب اور تمام محرم میں اخباروں کی کالم تعزیہ داری کی تقبیح اور اس سے نفرت دلانے میں سیاہ کیے جاتے ہیں - ہزارہا اشتہارات مخالفت کے آویزاں ہوتے ہیں - رسالے اور کتابیں اس کے رد و ابطال میں شائع کی جاتی ہیں - بت پرستی اس کا نام رکھا گیا ہے - جو شخص کہ تعزیہ کو رکھے ' اس کی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے - نکاح سے نکل جاتی ہے - اولاد ولدالزنا ہوتی ہے - انصاف کیجیے - کیا یہی باتیں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کی ہیں ؟

لہذا سنیوں کو لازم ہے کہ قطعاً ان حرکات سے پرہیز کریں اور شیعوں کے ساتھہ عزا داری میں ہمدردی کیا کریں - نہ صرف یہی بلکہ اس میں حصہ بھی لیا کریں ' اور جو سنی ایسا کرتے ہیں ان میں اور سنیوں میں اب بھی اتفاق و اتحاد حقیقی کی جھلک نظر آتی ہے -

سنیوں کو لازم ہے کہ بروز عاشور عمدہ کپڑے پہن کر نہ نکلیں - پان نہ کھایا کریں - سرمہ و کنگھی سے پرہیز کریں کہ ان سب باتوں سے شیعوں کی سخت دل آزاری ہوتی ہے اور ان کے دلوں میں ان کے طرف سے نفرت اور عداوت پیدا ہو جاتی ہے -

یہ ایک دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب کسی کو کسی کے طرف سے کچھہ ملال ہوتا ہے تو وہ طرف ثانی کے ہر فعل و ہر حرکت کو بد نیتی پر محمول کرتا ہے - لہذا اس کا نتیجہ شیعہ ضرور یہ نکال لیتے ہیں کہ سنی معاذ اللہ دشمن اہل بیت ہیں ! ! میں لفظ معاذ اللہ کچھہ سنیوں کے خوش کرنے کے واسطے نہیں کہتا ہوں بلکہ میرا دلی خیال یہی ہے کہ میری ایک آنکھہ شیعہ ہے تو دوسری آنکھہ سنی ہیں - میں سنیوں کو اپنے سر آنکھوں پر بٹھاتا ہوں مگر سنیوں کو ' نہ کہ ناصبیوں کو ' اور بڑی مصیبت عظمی یہ ہے کہ ہمیشہ سے ہو یا نہو مگر اس زمانہ میں تو ضرور ناصبی ' سنیوں کے پردہ میں ہیں - مثل مشہور ہے کہ گیہوں کے ساتھہ گھن بھی پس جاتا ہے - نافہمیوں کے وجہ سے بیچارے اصلی و حقیقی سنی بھی شیعوں کی نظر عنایت سے محروم ہیں - افسوس ! !

سنیوں کا ناصبیوں سے علحدہ ممتاز ہوجانا نہایت آسان ہے بیچارے سنیوں نے اپنی سادگی سے بہت سے لوگوں کو جو درحقیقت ناصبی ہیں سنی سمجھا - ان لوگوں کو سنی بھی اپنے میں سے نکال ڈالیں اور مثل شیعوں کے انکی برائی کا اعلان کردیں اور ان سے بیزاری ظاہر کریں - پھر دیکھیے کہ شیعہ ان کے ساتھہ کیسی محبت و الفت کا برتاؤ کرتے ہیں اور شیعوں کے ذریعہ سے انہیں کس قدر اپنے مقاصد میں کامیابی ہوتی ہے -

اتقوا الله ، ایہا المسلمون !

دوازدہم رمضان ، و پارٹی لیڈی ہارڈینگ

بخواتین اہل اسلام در شملہ !

از جناب حاجی میرزا ابو القاسم معلم فارسی محمدن کالج علی گڈہ - مقیم حال شملہ

حضرت مدیر محترم مجلۂ مبارکۂ الہلال دام مجدہم - روز جمعہ دوازدہم (۱۲) رمضان المبارک ساعت چہار لیڈی ہارڈینگ بزنان مسلمانان و ہنود یک پارٹی دادہ بود، ولی اغلب مسلمان بودند و قریب پنجاہ نفر زنان محترم لیڈران قوم با کمال افتخار این دعوت را قبول کردہ و رفتہ بودند ، بدون اینکہ حفظ ظاہر کردہ عذر بیاورند کہ ماہ رمضان و روزہ ہستیم !

کاغذیکہ ہمان روز از آغا سید مرتضی کہ در گراند ہوٹل شملہ شیرین ساز ست ، رسید ، لفا فرستادہ میشود - بندہ اطلاع دادم حالا بحث در این مسئلہ فرض و حق شما ست -

نقل مکتوب آقا سید مرتضی

موسوم بہ حاجی میرزا ابو القاسم

قربانت گردم - بسیار افسوس دارم کہ نمی توانم بیایم ، زیرا کہ از کثرت خستگی و غم واندوہ و پریشانی تا الان کہ ساعت نہ ست ، افطار نکردہ ام - صبح بہ جناب عالی عرض کردم کہ خواہم آمد - آنوقت ہنوز آدرہای فوق العادہ نیامدہ بود - ساعت دہ آدر برای دکان ختم شد - آدر دیگر آمد کہ امشب شب ناچ است - آئسکریم و پوڈینگ لازم است - بفاصلہ دو ساعت بعد آدر دیگر آمد ای کاش بجایش قضائی برای بندہ آمدہ و مردہ بودم تا اسم خوردن کان این آدر نشنیدہ بودم - آدر این بود کہ برای نود نفر زنان مسلمان و ہنود کہ ساعت چار در ٹاؤن حال موعود ہستند ، چای و شیرینی و چکین پاتے و اطالین کیک (کہ عجین با شراب ست) تیار و آمادہ نمایند - مختصراً آنچہ برای ناچ شب بود - زمین گذاردیم و مشغول بہ آدر نود نفر زنان شدیم -

غرض وقتیکہ حقیر این مطلب را از گویندہ شنیدم ، بدنم بلرزہ در آمد - گفتم برادر ! شاید بد فہمیدہ - یا آنکہ جمعہ دوازدہم نباشد - یا زنان مسلمان دعوت ندارند - گفت بخدا قسم ست - دعوت دارند ، و تماما خواہند آمد ! !

حقیر بمحض آنکہ این مطلب را شنیدم ، مثل آنکہ تمام دنیا بسرم خورد - گفتم خدایا ! مگر چہ واقع شدہ ، و این چہ دعوے است کہ میخواہند ما مسلمانان را مفتضح و رسوا نمایند ؟ پس خدایا این راز نہان ماند - باز بخود گفتم - اے احمق جاے کہ تو در این جا ہستی ، مثل دخمۂ شاپور است - فہمیدی - در کوچہ و بازار کہ معلوم !

اقاجان ! نمیدانم - چہ شدہ ، و چہ پیش آمدہ کہ مسلمانان باین فضاحت اسلام سوز امید وار فلاح و صلاح ہستند ! و لو اینکہ ہیچ کدام ازانہا روزہ نباشد ، محض بہ حفظ ظاہر نروند ، یا اگر بروند در خوردن اقدام نکنند و معذرت بخواہند ، البتہ پذیرفتہ میشد و بر احترام شان صد چندان بر افزودہ می شد - خداوند تعالی انشا اللہ این مسلمانان متمدن ، روشن خیال ، و تہذیب فرما یان را نیست و نابود فرماید !

غبطۃ الناظر

سوانح عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں تالیف ابن حجر عسقلانی - خدا بخش خاں کے کتبخانے کے ایک نایاب قلمی نسخہ سے چھاپی گئی - کاغذ ولایتی صفحہ ۵٦ قیمت صرف ۸ - آنہ علاوہ محصول ڈاک - صرف ۵۰ کاپیاں رہگئی ہیں - ملنے کا پتہ - سپرنٹنڈنٹ - بیکر ہوسٹل ڈاکخانہ دھرمتلہ - کلکتہ -

تاریخ حیات اسلامیہ

مسلمانان ہند کا ایک ورق

شہداء کانپور اعلی اللہ مقامہم !

مکتوب مدراس

جناب جس سرگرمی اور ولولۂ صادقانہ سے قومی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں ، ناممکن ہے کہ قوم اس احسان عظیم کے صلہ سے عہدہ برآ ہوسکے - میں بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ مسلمانان ہند میں جو نئی اسپرٹ پیدا ہوگئی ہے ، وہ الہلال ہی کی بدولت ہے جو خدا کرے کہ دیرپا اور زندہ رہے - خدا سے دعا ہے کہ آپ جیسے مجدد وقت کو ، جس نے اپنی زندگی قومی ، مذہبی اور ملکی خدمات کے لیے وقف کر دی ہے ، دیرگاہ زندہ رکھے اور جن عظیم الشان فرایض کا بوجھہ اٹھایا گیا ہے ، ان میں کامیابی عطا ہو -

مسلمانان کانپور کے بے رحمانہ و ظالمانہ کشت و خون کا واقعہ ہر ایک مدراسی مسلمان کی زبان پر ہے ، جس سے یہاں سخت جوش پھیلا ہوا ہے - چنانچہ گذشتہ جمعہ میں شہداے ملت کے لیے غائبانہ نماز پڑھی گئی - اور صداے احتجاج بلند کرنے کیلیے جلسے منعقد ہو رہے ہیں - مدراس کے مسلمانوں کی طرف سے کسی بیرسٹر کو کانپور بھجوانے کی کاروائی بھی زیر انتظام ہے - شہدا و پس ماندگان کی اعانت وغیرہ کے لئے اعانتی فنڈ کھولدیا گیا ہے ، جناب مطمئن رہیں -

عزیز الدین محمد - از مدراس

ایک مسلمان خاتون کے قلم سے :

واقعہ مسجد کانپور و تحریک اعانت مجروحین کانپور شائع شدہ الہلال نظر سے گذری - کیا عرض کروں کہ دل ناتوان پر اسکا کیسا اثر پڑا ؟ اور دل مضطرب بار بار کیا کہتا ہے ؟ افسوس صد افسوس کہ میں زر و مال سے بالکل محروم ہوں ، کیونکہ ابھی ایک کمسن طالب العلم کی حیثیت رکھتی ہوں -

لیکن اس دل بیقرار کو کیونکر سمجھاؤں ، جسکا اشارہ یہ ہے کہ اور اگر کچھہ نہیں ہو سکتا تو اپنے اوپر تکلیف گوارا کر - ایک لقمہ کم کھا مگر اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کر - قسم ہے مجھے پاک پروردگار کی کہ میرے پاس اس وقت سواے اس رقم حقیر کے ، جسے میں آپکی خدمت میں ارسال کرتی ہوں ، اور کچھہ بھی نہیں - از راہ نوازش اسے قبول فرما کر مجروحین کانپور کے فنڈ میں داخل فرما دیجیے -

راقمہ عاجزہ " زاہدہ " از بھاگلپور

کون مسلمان ہے جسکا دل کانپور کے دل ہلا دینے والے حادثۂ ملی سے نہ دکھا ہو ، اور پھر کون آنکھیں ہیں جنہوں نے ان شہیدان ملت پر دو آنسو نہ بہالیے ہوں ؟

اے شہداء کانپور ! تم چل بسے ، تم اپنے عزیز و اقارب سے جدا ہوگئے - تم دنیاے فانی سے بے تعلق ہوگئے -

لیکن کیا تمہاری یاد بھی ہم لوگوں کے دلوں سے محو ہو جائیگی ؟ نہیں ہرگز نہیں - تم ، جنہوں نے اپنی عزیز جانیں اپنے عزیز مذہب پر قربان کردیں ، کبھی نہ بھلائے جاؤگے - تمہارا نام ہملوگ عزت کے

ساتھ لینگے ' اور تمهارا کام همارگوں کے لیے مایۂ فخر و اعزاز رهیگا - تمهاري پاک روحیں همارے مرده دلوں میں زندگی پیدا کرتی هیں -

یه نه سمجهو که تمهارے بچوں کو بهوک کي تکلیف هوگي اور تمهاري قابل احترام بیبیاں رانج و مصیبت میں دن کاتینگي - تمهارے بچونکي پرورش همارے سر آنکهوں پر اور اونکي نگهداشت همارے فرائض دیني میں داخل - هم بهیک مانگ کر تمهارے بچوں کو روٹي کهلالینگے - اور بهوکے رہ رہ کر اونهیں آرام پهونچالینگے -

اسي غرض سے تمهارے ناچیز خادموں (ممبران دي مسلم فرنڈس) نے گهر گهر گدائي شروع کردي هے اور تمهارے بهائیوں سے پیسه پیسه دهیلا دهیلا جمع کر رهے هیں - پهلي قسط مبلغ ۴۲ - روپیه کي بهیجتا هوں - لسلسه اس ناچیز هدیه کو قبول کرکے سرفرازي بخشو - اور یه نه سمجهو که هم لوگ اور کچهه نکرینگے - جبتک دم میں دم هے - اس نیک کام سے غافل نه رهینگے -

مهدي حسن - سکریٹري " مسلم فرنڈس " هزاري باغ

فهرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور

(۱)

	پائی	آنه	روپیه
اڈیٹر الهلال	۰	۰	۱۰۰
مسلمانان غیور و اسلام پرست کوہ مسوري	۰	۰	۵۰۰
جناب نبي بخش صاحب هیڈ کلرک پولیس هوشیار پور	۰	۸	۲
جناب سید محمد یوسف صاحب - بهوپال	۰	۰	۵
جناب مولوي محمد یاسین صاحب مهتمم مدرسه بهار - پٹنه	۰	۰	۱۰
ایک حضرت	۰	۰	۵
جناب حافظ خورشید محمد خانصاحب بهوپال	۰	۰	۱۰
جناب مولانا عبد الله صاحب - دربهنگا مونگیر			
دوسرے بزرگ از بریگیها مونگیر معرفت جناب عبد المنان صاحب گیلانوي	۰	۰	۶
جناب علي حسن صاحب - بین - پٹنه	۰	۰	۵
بي بي زاهده بیگم صاحبه سکندرپور - بهاگلپور	۰	۰	۲۰
جناب احمد محي الدین حسین صاحب نظام آباد دکن	۰	۰	۶
ممبران مسلم فرنڈس هزاري باغ	۰	۰	۴۲
میزان	۰	۸	۶۹۳

انجمن نعمانیه لاهور کا چهبیسواں سالانه جلسه

انجمن نعمانیه لاهور کا چهبیسواں سالانه جلسه اسکے اپنے مکان واقع تکسالي دروازه مقابل تحصیل لاهور میں بتاریخ ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ اکتوبر سنه ۱۹۱۳ ع مطابق ۶ - ۷ - ۸ ذیقعد ۸ سنه ۱۳۳۱ ه بایام منگل - بدهه - جمعرات هونیوالا هے جسمیں بفضله تعالی مشاهیر علما - مقررین - شعرا شریک هوکر حاضرین کو اپنے وعظ فیض بیان سے مستفید فرمالیں گے - برادران اسلام اس محض جلسه دیني میں جسمیں کوئي دنیاوي شائبه نهیں هے شریک هوکر ثواب دارین حاصل کریں - جو صاحب اپنا تحریري مضمون یا نظم بهیجنا چاهیں وہ قبل از اخیر ستمبر سنه ۱۹۱۳ ع ارسال فرمادیں - اور جو صاحب شریک جلسه هوکر انجمن کي عزت افزائي فرمانا چاهیں وہ ۳۰ - ستمبر سنه ۱۹۱۳ ع تک مطلع فرمادیں *

هذا بصائر للناس ، و هدى و رحمة لقوم يوقنون !

(۱۹ : ۴۵)

البصائر

ایک ماهوار دیني و علمي مجله

جس کا

اعلان پهلے " البیان " کے نام سے کیا گیا تها -

ماه شوال سے شائع هونا شروع هوجائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحه - قیمت سالانه چار روپیه مع محصول -

خریداران الهلال سے : ۳ - روپئه

اسکا اصلي موضوع یه هوگا که قران حکیم اور اُس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیره فراهم کرے - اور اُن موانع و مشکلات کو دور کرنے کي کوشش کرے ' جن کي وجه سے موجوده طبقه روز بروز تعلیمات قرانیه سے نا آشنا هوتا جاتا هے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیه کا احیاء ' تاریخ نبوۃ و صحابۂ و تابعین کي ترویج ' آثار سلف کي تدوین ' اور اردو زبان میں علوم مفیدۂ حدیثه کے تراجم ' اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بهي هوگا - تا هم یه امور ضمني هونگے ' اور اصل سعي یه هوگي که رسالے کے هر باب میں قران حکیم کے علوم و معارف کا ذخیره فراهم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر هوگي ' حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کي جائیگي - آثار صحابه کے تحت میں تفسیر صحابه کي تحقیق ' تاریخ کے ذیل میں قران کریم کي تنزیل و ترتیب و اشاعت کي تاریخ ' علوم کے نیچے علوم قرانیه کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بهي وهي موضوع وحید پیش نظر رهیگا -

اس سے مقصود یه هے که مسلمانوں کے سامنے بدفعۃ واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جاے که عظمت کلام الهی کا وہ اندازہ کر سکیں - و ما توفیقي الا بالله - علیه توکلت والیه انیب -

الاتحاد الاسلامی

یعني مسلمانان هند کا ایک بین الملی عربی مجله

ماه شوال سے شائع هونا شروع هوجائیگا

اور

جس کا مقصد وحید جامعۂ اسلامیه ' احیاء لغۃ اسلامیه ' او ر ممالک اسلامیه کے لیے مسلمانان هند کے جذبات و خیالات کي ترجماني هے -

الهلال کي تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانه مع محصول هندوستان کے لیے : ۲ - روپیه ۸ - آنه

ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پته سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکته

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PUBG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA

الہلال

۸ شوال ۱۳۳۱ ہجری

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

ملک حبش میں ایک اسلامی حکومت

ساتویں اور آٹھویں صدی ھجری کے چند مجاھدین

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را

(۱)

اللہ اللہ !! مسلمانوں کے خصائص قومی میں کیسے کیسے تغیرات ہوگئے ؟

ایک زمانہ تھا جب مسلمان دنیا میں حکومت کیلیے پیدا ہوتا تھا - محکومی کیلیے نہیں - ہر مسلمان سپاہی اور ہر سپاہی بادشاہ تھا - وہ جدھر رخ کرتا تھا' حکومت ہمیشہ اوسکے ہمرکاب ہوتی تھی - دنیا کے کسی گوشے سے ایک مسلمان اٹھتا اور جابرانہ سلطنتوں کو زیر و زبر کرکے عدل و ایمان کی ایک نئی حکومت قایم کردیتا - سنسان جنگلوں' ویران جزیروں' غیر آباد صحراؤں' اور وحشی ملکوں میں سے اوسکا گذر ہوتا تھا' لیکن تائید الہی کی فوج اسکے ساتھہ ہوتی تھی' اور ہر خرابۂ و ویران اسکی برکت سے مسکون و پر رونق' آباد و متمدن ہوجاتا تھا !

خراسان میں تنہا ابو مسلم اٹھتا ہے اور بنو امیہ کی حکومت کا خاتمہ کرکے عباسی خاندان کو پیدا کر دیتا ہے ! اکیلا عبدالرحمن عراق سے اندلس گیا اور صرف اپنی قوت شمشیر سے اوس عظیم الشان حکومت کی بنیاد ڈالدی' جو تین سو برس تک عظمت و جبروت کے ساتھہ قائم رہی !

تنہا عبد اللہ نے مغرب میں' اور اوسکے جانشین نے مصر میں دولت فاطمیہ کی تاسیس کی - یکہ و تنہا محمد بن تومرت نے اندلس میں موحدین کی سلطنت قائم کردی - ہندوستان و ایران میں تیمور' بابر' نادر' اور احمد کردیکھو' صرف اپنی تلوار کے زور سے حکومتوں کا فیصلہ کرتے تھے - تم مسلمانوں کی کسی ایک ملک کی تاریخ اٹھالو' تم کو نظر آئیگا کہ ایک زمانہ تھا جبکہ دنیا ہر تیغ آزماے اسلام کا جوش و مسرت کے ساتھہ استقبال کرتی تھی' اور اوس کا ہر گوشہ گویا اسی لیے آباد و معمور تھا کہ کسی فرزند اسلام کا اوس طرف گذر ہو اور اوسکے گوش انتظار کو اپنی صداے تکبیر سے مژدۂ ورود اسلام سنا دے !!

لیکن آہ' یہ ایک قصۂ پارینہ ہے - وہ خاک جو کل بادشاہوں کو پیدا کرتی تھی' آج سپاہیوں کو بھی پیدا نہیں کرسکتی - ہند و ترکستان' ایران و مصر' افریقہ و بربر' جہاں کل تک صرف فاتح ہی پیدا ہوتے تھے' اب مفتوحی و محکومی کے امن سے بھی محروم ہیں - ایک ترک باقی ہیں' سو وہ بھی کشا کش حیات و موت میں گرفتار ! یہ تغیرات ہم سے پہلے سب پر گذرے' اور اب ہم پر بھی گذر رہے ہیں' پس آج کی مغرور قوموں کو کل کے نتیجہ سے بے خبر نہ رہنا چاہیے : وتلک الایام نداولہا بین الناس -

عرب و حبش

براعظم افریقہ کے جنوب میں' بحر احمر کے ساحل پر' بلاد یمن کے مقابل' ملک حبش (ابی سینیا) واقع ہے - عرب سے اس ملک کے قریبی تعلقات ہیں - دونوں ملک آس پاس واقع ہیں - حسب تحقیقات جدیدہ' ملک یمن اور حبش میں اتحاد نسل بھی ہے - حبشی زبان یمن کی قدیم حمیری زبان سے بالکل مشابہ ہے - دو بار اہل حبش نے یمن کو فتح کیا - ایک بار حجاز پر بھی حملہ کیا تھا لیکن ناکام واپس آئے -

صبح نبوۃ محمدیہ

نبوۃ محمدیہ کی صبح اٹھی' مکہ بھی ظلمت کفر میں مبتلا تھا - داعی توحید مشرکین مکہ کے ظلم و ستم اور جور و شقاوت کا نشانہ تھا' اور موحدین اولین کی ضعیف و نحیف جماعت کیلیے "بلد امین" ستم پیشگان قریش کے ہاتھوں ایک ستم آباد اور ظلم کدہ بن گیا تھا -

مسلمانوں کیلیے یہ وقت کیسا صعب' اور یہ حالت کیسی شدید تھی ؟ عرب کا ایک ایک گوشہ جو اذان توحید سے نا آشنا تھا' اونکا دشمن ہو رہا تھا - مکہ اونکا وطن تھا سو وہ بھی اوسوقت مرکز جور و ستم اور عاصمۂ کفر و شرک بن گیا تھا - امن اور چین سے زندہ رہنے کی کوئی سبیل نہ تھی اور دشمنوں کے طرح طرح کے مظالم سے بالکل مجبور اور لاچار ہوگئے تھے -

اولین تعلقات حبش و اسلام

عرب سے متصل مصر' شام' اور عراق موجود تھا' لیکن قدرت الہی نے اس مظلوم و ضعیف گروہ کی حمایت و امان بخشی کا شرف ایک دوسرے ہی ملک کیلیے مخصوص کر دیا تھا - یعنی ارض اسود حبش' جسکے بادشاہ کا لقب نجاشی (Nagus) تھا -

مسلمانوں کے دو مختصر قافلے چپ چاپ مکہ سے نکلکر کشتیوں کے ذریعہ ملک حبش پہونچ گئے - ان ستم رسیدہ مہمانوں کا نجاشی نے نہایت تپاک سے استقبال کیا' اور اوس تحفۂ توحید کو' جو وہ مکہ سے بادشاہ کیلیے لائے تھے' جوش و عقیدت کے ساتھہ دل میں جگہ دی -

مشرکین مکہ کو جب یہ حالات معلوم ہوے تو جوش عداوت سے بے قرار ہوگئے - معززین قریش کا ایک وفد گراں بہا تحائف کے ساتھہ بادشاہ حبش کے دربار میں حاضر ہوا کہ ان پناہ گزین مسلمانوں کو قریش کے سپرد کردیا جائے' لیکن بادشاہ اس سے پہلے خود اپنے آپ کو اسلام کے سپرد کرچکا تھا - ناچار وفد خاسر و خجل اور محروم و نامراد واپس آیا -

اولین قیام حبش اور واپسی

مسلمان ایک مدت تک نہایت آزادی و اطمینان کے ساتھہ حبش میں آباد رہے - آنحضرت نے جب مدینہ میں ہجرت فرمائی اور وہاں دوبارہ اسلام میں شہنشاہانہ قوت پیدا ہوئی' تو پناہ گزینان حبش کا آخری قافلہ سنہ ۷ - ھ - میں فتح خیبر کے موقع پر مدینہ واپس آگیا -

نجاشي جب تک زندہ رہا اوسکے تعلقات آنحضرت سے نہایت عقیدتمندانہ رہے - وہ مسلمانوں کي ہمیشہ امداد کرتا رہا - ام المومنین ام حبیبہ حبش میں بیوہ ہوگئي تہیں ' اور وہیں بالوکالۃ آنحضرت کے نکاح میں آئي تہیں - آنحضرت کي طرف سے ۳۰۰ - دینار انکے مہر کي رقم خود نجاشي نے ادا کي !

جزاء احسان

- مسلمان ان احسانات کا معارضہ وفاداري اور حسن اطاعت کے ساتھہ کرتے رہے - اثناے قیام حبش میں جب ایک باغي نجاشي کے مقابلہ میں ہنگامہ آرا ہوا ' تو مسلمانوں نے بادشاہ کیلیے فتح کي دعائیں مانگیں - آنحضرت کے عم زاد بھائي حضرۃ (زبیر) جو عشرۂ مبشرہ میں داخل ہیں ' اسي غرض سے گہوڑے پر دریا کو عبور کرکے میدان میں گئے ' تاکہ معلوم ہو کہ بادشاہ کو ہماري امداد کي احتیاج تو نہیں ہے ؟ نجاشي نے جب وفات پائي تو آنحضرت (صلعم) نے اوسکے جنازہ کي غائبانہ نماز پڑھي -

اس نجاشي کا جانشین مسلمانوں کیلیے بہتر نہ تھا - اوسکے عہد میں مسلمان حبش سے نکل آئے - سنہ ۹ ھ - میں جدۂ کے سامنے حبشہ کي فوج ظاہر ہوئي تو آنحضرت (صلعم) نے ارادۂ جنگ کي جگہ ۳۰۰ - مسلمانوں کي ایک جمعیت تحقیق حال کیلیے بھیجي ' جو صلح و امن کے ساتھہ واپس آئي -

ایک تیغ زن اور زور آور قوم کیلیے کسي ملک پر حملہ کرنے کیلیے یہ کافي وجوہ ہیں کہ اوسنے اوس کے افراد کو تکلیف دي اور اوسکے ملک کي طرف فوجي پیش قدمي کي - لیکن اوس رحم مجسم نے ' جسنے فتح مکہ کے دن یہ کہکر اپنے شقی القلب دشمنوں کو چھوڑ دیا تھا کہ :

اقول لکم کما قال یوسف " لا تثریب علیکم الیوم " — یوسف نے جسطرح اپنے دشمن بھائیوں سے کہا تھا میں بھي کہتا ہوں کہ " آجکے دن میري جانب سے تم پر کوئي ملامت نہیں "

نجاشي اول کے احسانات کو یاد کیا ' اور اپنے پیروؤں کو حکم دیا :

سالموا الحبشۃ ما سالمتکم — " اہل حبش جب تک تم سے مصالحت رکھیں ' تم بھي اون سے مصالحت رکھو "

مسلمانوں نے ایک عالم کو تہہ وبالا کیا - افریقہ کو مصر سے مراکش تک پامال کردیا اور صحراے افریقہ کے ایک ایک گوشہ میں نئي نئي حکومتیں قائم کردیں ' لیکن اپنے وطن کے پاس کا ایک ملک ' جو قوت واستیلاء میں بہت ہي کم درجہ تھا ' جو مذہباً عیسائي تھا ' جو تمدن وتہذیب سے محروم تھا ' جو متعدد بار قبل اسلام اور ایک بار بعد اسلام اونکے وطن پر حملہ آور ہوچکا تھا ' اونکے عالمگیر سیل فتوحات کي موجوں سے کیونکر محفوظ رہا ؟ ہاں ' اسلیے کہ درمیان میں ایک دیوار روئیں حائل تھي - اور وہ انکے خداے قدوس کا حکم تھا کہ :

ہل جزاء الاحسان الا الاحسان (الرحمن) — نیکي کا معارضہ نیکي کے سوا اور کیا ہے ؟

حبش کے ایک بادشاہ نے مسلمانوں کي ایک چھوٹي سي جماعت کو سات آٹھہ برس تک پناہ دي ' مسلمانوں نے اس نیکي کا یہہ معارضہ ادا کیا کہ آٹھہ سو برس تک اوسکي ایک انگلي کو بھي اپني ملک گیري کے سنگ گراں سے ٹھیس نہ لگنے دي ' جس سے تمام عالم ٹھوکر کھا کھا کر گر رہا تھا !

تاریخ و اخلاق کا یہ عجیب و غریب واقعہ دنیا کو کبھي فراموش نہ ہوگا !

اس ایک واقعہ ھي سے اقوام عالم کو معلوم ہوجانا چاہیے کہ مسلمانوں کي قوم نیکي کو نہیں بھولتي - وہ سات برس کي نیکي کا سات سو برس کي نیکي سے معارضہ ادا کرتي ہے - آج بھي ہمارے حاکموں نے دنیا کے ہر حصے میں ہمارے ان قومي خصائص (نیشنل کیرکٹر) کا تجربہ کرلیا ہے - پھر آیندہ کیلیے بھي کوئي ہے جو مسلمانوں کي اس خصوصیت ملي کا ایک بار اور تجربہ کرلے ؟

ملک حبش

آٹھویں صدي ہجري میں حبش کا ملک ۱۲ - صوبوں پر منقسم تھا - سجرت ' تکرور ' امخرا ' اشارہ ' داموت ' لامغاں ' سہنو ' زنج ' عدل الامراء ' حماسا ' باریا ' زیلع -

پہلا صوبہ زمانہ قدیم میں مقام حکومت تھا جسکا نام پہلے اخشوم اور اکسوم بھي تھا - لیکن آٹھویں صدي میں دار الحکومت امخرا قرار پایا جو مرعدي کے نام سے بھي موسوم ہے - آخري صوبہ جو زیلع ہے ' ساحل بحر احمر کے پاس یمن کے مقابل واقع ہے اور اسلیے وہاں عربوں کي کثیر آبادي موجود ہے - عربي نام اس صوبہ کا " طراز اسلامي " ہے -

ان ۱۲ - صوبوں میں سے ہر صوبے میں پادشاہ کی طرف سے ایک نائب تھا جو اپنے صوبے کا پادشاہ ہوتا تھا ' اور خود شاہ اعظم کا لقب " حطي " تھا ' جسکے معني سلطان کے ہیں -

مذہب

ایک قدیم زمانے سے جسکي مدت چوتھي صدي بتائي جاتي ہے ' رومیوں کے عہد حکومت میں مصر کے ذریعہ اس ملک میں نصرانیت داخل ہوئي - یعقوبي فرقہ (Jacobite) جو اسکندریہ میں پیدا ہوا تھا اور جس کا مرکز عہد اسلام میں بھي اسکندریہ تھا ' تمام حبش میں آباد تھا - عہد اسلام میں بھی حبش کا بشپ اسکندریہ ھی کے بطریق کے انتخاب سے مقرر ہوتا تھا -

جب کسي نئے بشپ کے تقرر کي ضرورت ہوتي تھي تو " حطي " والي مصر کے پاس تحائف و ہدایا کے ساتھہ اسکي ایک درخواست بھیجتا تھا - والي ' اسکندریہ کے بطریق کو اسکي اجازت دیتا تھا - وہ ایک بشپ کا انتخاب کرکے اُسے حبش روانہ کردیتا -

ہمارے مضمون کو ساتویں اور آٹھویں صدي سے تعلق ہے - اس زمانہ میں بھي حبش ایک نہایت ھي جاہل اور وحشي ملک تھا - مسلمان سیاحوں کا بیان ہے کہ اونہوں نے خواص تک کو کچا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے دیکھا ہے ! کپڑا سیکر پہننا نہیں جانتے تھے ' صرف ایک تہبند باندھلیتے اور ایک چادر اوپر سے اوڑھہ لیتے !

حکومت

وحشیانہ اور غیر منظم حکومت وہاں قدیم سے قائم تھي - نہ کاغذات کے دفتر تھے نہ فوج وعدالت اور مال کے صیغے - تحصیل خراج کا کوئي طریقہ انہیں معلوم ھي نہ تھا - لڑائي کے وقت ادھر ادھر سے لوگ جمع ہو جاتے تھے ' جنکے ہاتھوں میں پرانے طرز کے ہتھیار ہوتے تھے - فوج کے مقتولین کي تعداد معلوم کرنے کا ایک عجیب مضحک طریقہ تھا - کوچ سے پہلے ہر سپاہي ایک پتھر اٹھاکر ایک جگہ رکھدیتا تھا - جنگ سے واپسي کے بعد ہر سپاہي اپنے اپنے پتھر اٹھاکر دوسري جگہ رکھدیتے - آخر میں جتنے پتھر پڑے رہتے اور اونکا کوئي اٹھانے والا نہ ہوتا ' اوسیقدر مقتولین کي تعداد فرض کرلي جاتي تھي !!

اصــلاح

اٹھویں صدي کے اواخر میں یکے بعد دیگرے چند افسر جو فنون جنگ کے ماہر تھے' مصر سے بھاگ کر حبشہ کیطرف نکل آے - وہاں پہونچکر وہ "حطي" کے درباریوں میں داخل ہوگئے - انھوں نے ایک فوج مرتب کي ' اور اوسکو تیراندازي ' نیزہ بازي ' تیغ زني' اور شہسواري کے فنون سکھاے - اسکے بعد مصر کا ایک اور افسر فخر الدولہ نامي حبش آیا - اُسنے حکومت کے دفاتر اور صیغے ترتیب دیے -

اس تنظیم و ترتیب سے ملک مین ترقي و سر سبزي کے آثار ظاہر ہونے لگے - پادشاہ جو پہلے معمولي کپڑوں میں دربار کیا کرتا تھا ' اب ساز و سامان اور تزک و احتشام کے ساتھہ مرکب و جلوس میں نکلنے لگا !

مسلمانوں پر مظالم

حبش پر مسلمانوں کے ان متواتر احسانات کا نتیجۂ معاوس یہ نکلا کہ اسحاق بن داود جو اس زمانے میں حبش کا بادشاہ تھا مسلمانوں کا سخت دشمن ہوگیا - اوسکے ملک میں جسقدر مسلمان آباد تھے' اونکو طرح طرح کي تکلیفین پہونچائیں - بے شمار مسلمان مقتول ہوئے ' ہزاروں غلام بنا کر فروخت کردیے گیے - اس سے بھي اوسکا دل ٹھنڈا نہوا تو شاہان یورپ کو اوسنے جنگ صلیبي کي دعوت دي ' اور اس مقصد مشئوم کے انجام و اہتمام کیلیے ' حدود بلاد اسلامیہ کي طرف فوجي اقدام شروع کردیا ' لیکن اللہ نے اُسے مہلت نہ دي اور عین اس وقت کہ حدود اسلامي کي طرف بڑھ رہا تھا ' فرشتۂ موت کا ہاتھہ اوسکي طرف بڑھگیا !

فوقي اللہ المسلمین شر ذالک -

زیلع کي ریاستہ اسلا میہ

قریش کا ایک خاندان حجاز سے آکر ایک مدت سے " زیلع " کے شہر " اوفات " میں متوطن ہوگیا تھا - اپنے صلاح و تقوي کي وجہ سے اوسنے مسلمانوں میں شہرت و نیک نامي بہت جلد حاصل کرلي جسکے بعد حسب آئین اسلام اوسکو حق ریاست دیني حاصل ہوگیا تھا - جس بزرگ خاندان کے عہد میں یہ ریاست دیني ' ریاست سیاسي سے متبدل ہوي ' اوسکا نام " عمر معروف بہ شمع " تھا -

چونکہ اس صوبہ کا کثیر حصہ مسلمان تھا اسلیے ضرورت تھي کہ مسلمانوں کے مذاق و احتیاج کے مطابق اس صوبے کي حکومت ہو - اس بنا پر شاہ حبش سابق نے عمر شمع کو " اوفات " و اطراف اوفات کا گورنر مقرر کیا -

عمر شمع نے ایک زمانہ تک نہایت نیکنامي و ہر دلعزیزي کے ساتھہ گورنر رہکر اپنا زمانۂ امامت ختم کیا -

عمر شمع کي وفات کے بعد اونکے چار پانچ لڑکوں نے وراثتاً اس ملک پر قبضہ کیا اور " حطي " کي حکومت نے بھي اسکي تصدیق کردي - ان میں سے ایک کا نام حق الدین اور ایک کا نام صبر الدین محمد تھا ' جو ساتویں صدي کے اواخر مین اوفات پر قابض ہوا -

صبر الدین کے بعد اوسکا بیٹا علي بن صبر الدین امیر شہر منتخب ہوا - علي نہایت بلند حوصلہ اور دانشمند تھا - اوسنے بہت جلد " حطي " کي حکومت بالا سے آزادي اور اپني خود مختاري کا اعلان کردیا - گاؤں اور صحرا کي وحشي آبادي نے جو ایک مدت سے " حطي " کي زیر حکومت تھي ' " علي " کا ساتھہ ندیا اور بالاخر " حطي " نے علي کو جرم اعلان خود مختاري میں امارت سے معزول کر کے اوسکے بیٹے احمد معروف بہ ارعد کو اوسکا جانشین مقرر کیا ' اور علي کو قید کرکے اپنے ساتھہ لے گیا -

علي آٹھہ برس قید میں پڑا رہا ' لیکن اسکے بعد قصور معاف کیا گیا ' اوفات کي ریاست پر دو بارہ حاکم مقرر ہوا - اور احمد احرب ارعد کو دار الحکومت میں بلا لیا -

احمد حرب ارعد یہاں مدت تک مقیم رہا - یہاں اوسکے تین لڑکے پیدا ہوے جن میں سے ایک کا نام " سعد الدین محمد " تھا - کچھہ دنوں کے بعد " حطي " نے احمد حرب ارعد کو " علي " کے پاس بھیجدیا - یہاں باپ کي ریاست میں کسي پرگنہ کا افسر مقرر کردیا گیا اور آخر اسي خدمت پر ایک لڑائي میں مارا گیا -

احمد حرب ارعد کے بعد اس پرگنہ کي افسري پر اوسکے بھائي ابوبکر بن علي کا تقرر ہوا - احمد حرب ارعد کا ایک بیٹا جسکا نام " حق الدین " تھا ' اپنے دادا علي کے پاس تھا - امور سیاست سے کنارہ کش ہوکر وہ کسب علم میں مصروف ہوگیا -

علي اسکو نہایت حقارت سے دیکھتا تھا اور ہمیشہ اسکو ذلیل حالت میں رکھتا تھا - اسکے چچا " ملا اصفہ بن علي " کو بھي حق الدین سے سخت عداوت تھي - اسلیے علي نے حق الدین کي تحقیر و تذلیل کا ایک نیا سامان فراہم کیا ' یعني اسکو ایک پرگنہ کے حاکم کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ گاؤں کے ذلیل اور چھوٹے چھوٹے کاموں پر اسکو لگا دیا جاے -

حسن تقدیر سے یہي سامان تحقیر عزت و شان کا نشان ہوکر چمکا - حق الدین نے اس حقیر فرض کو اس خوبي سے ادا کیا کہ رعایا میں اوسے ایک عجیب و غریب ہر دلعزیزي حاصل ہوگئي اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رعایا نے پرگنہ کے حاکم کو معزول کرکے حق الدین کو اپنا امیر تسلیم کرلیا ' اور حق الدین نے اس دانشمندي اور عدل و انصاف کے ساتھہ اپني چھوٹي سي حکومت کا انتظام کیا کہ ایک قلیل مدت میں ایک بڑي فوج کي سپہ سالاري کے لائق ہوگیا !!

ملا اصفہ کو حق الدین کي یہ گستاخي برداشت نہوسکي - اوسنے "حطي" کو حق الدین کي قوت کي اطلاع دي - "حطي" نے تیس ہزار فوج حق الدین کي تادیب کیلیے ملا اصفہ کے پاس بھیجي - حق الدین نے اپني مختصر جمعیت کے ساتھہ' جسمیں سے ہر شخص حق الدین کا عاشق تھا ' شاہي فوج کا مقابلہ کیا ' اور شکست دي - شکست خوردہ فوج نے دار الحکومت کا رخ کیا - حق الدین نے دار الحکومت تک تعاقب کیا اور بالاخر ملا اصفہ مارا گیا -

اس مہم کي کامیابي کے بعد اوسنے اوفات کي طرف مراجعت کي جو زیلع پایہ تخت اور اوسکے خاندان کا مستقر تھا - اوسکا دادا علي زندہ تھا - اپنے بیٹے ملا اصفہ کے مرنے کا اوسکو نہایت سخت صدمہ تھا - حق الدین سے اوسکي نفرت اور زیادہ بڑھگئي ' لیکن وہ اپنے دادا کے ساتھہ بکمال عزت و احترام پیش آیا اور اوفات کي حکومت پر جسکا وہ گویا مستحق تھا' بدستور باقي رکھا -

حق الدین اب پورے صوبہ کا مالک تھا - اُسنے اوفات کي جگہ (جو اوسکے لیے ایک مرکز آفات تھا) وصل کے نام سے ایک دوسرے شہر کي بنیاد ڈالي اور اوسکو اپنا مستقر حکومت قرار دیا - وصل کے آگے اوفات سر سبز نہو سکا اور آخر اوفات کے تمام باشندے یہیں آکر آباد ہوگئے -

اعـــلان جنـگ

" حطي " جو اپني شکست سے نادم تھا ' اوسنے متعدد بار حق الدین سے اخذ انتظام کي کوشش کي ' لیکن بیکار گئي کیونکہ

حق الدين سے اب جنگ' قسمت سے جنگ تھي - آخر کار حق الدين نے اپني آزادي و خود مختاري کا اعلان کر ديا ' جسکو حطي سيف ارعد اپني موت تک نہايت تلخي سے سنتا رہا -

سيف ارعد کے بعد اوسکا بيٹا داود بن سيف تخت نشين ہوا - اس عہد ميں حق الدين اطمينان سے حکومت نہ کرسکا - ۹ - برس کي حکومت ميں شاہ امحرہ يعني " حطي " کے مقابلہ ميں اوسکو بيس سے زيادہ معرکے پيش آئے ' اور بالاخر آخري معرکہ (سنہ ۷۷۹) ميں جاں بحق تسليم ہوا -

حق الدين کے بعد اوسکا بھائي سعد الدين ابوالبرکات محمد جانشين ہوا - سعد الدين ' حق الدين کيطرح شجاع و بہادر تھا ' ليکن حق الدين کيطرح سريع الغضب اور مستعجل العمل نہ تھا - نہايت آساني و تدبير کے ساتھہ امور سياسيہ کو انجام ديتا تھا - اس طرز سياست نے حق الدين سے زيادہ اوسکو کامياب بنا ديا - رعايا نے فوج ميں داخل ہوکر فوج کي تعداد بہت بڑھا دي - لڑائياں اکثر پيش آئيں ' مگر سپاہيوں نے ہميشہ ہمرکابي کي ' اور حکومت کا رقبہ روز بروز زيادہ وسيع ہوتا گيا -

کثرت اعداد سپاہ کے بعد بھي سعد الدين امتحان شجاعت سے باز نہ آيا - ايک بار ۷۲ - سواروں کو ليکر حطي کي فوج پر ٹوٹ پڑا ہزاروں کے حملہ ميں ۷۲ - سپاہي کب تک کام دے سکتے تھے ؟ گرفتار ہوگيا ' ليکن فوراً ہي ايک مسلمان سپاہي نے بڑھکر اوسے حبشي فوج کے ہاتھہ سے نجات دلائي -

اسکے بعد سعد الدين نے اپني منتشر جمعيت کو مجتمع کيا ' اور اس زور سے حملہ آور ہوا کہ حطي کي فوج کے پاؤں اکھڑ گئے - مال غنيمت کا وافر حصہ ہاتھہ آيا - چاليس ہزار گائيں صرف حصۂ سلطاني ميں آئي تھيں !!

سلطان سعد الدين ' جسنے ميدان ميں اپني شجاعت و بہادري کا ثبوت ديا تھا ' آؤ ديکھيں کہ اپني پرائيوٹ زندگي ميں کتنا بہادر ہے ؟

فتح کے بعد سلطان نے اپنا تمام حصہ فقرا و مساکين اور اہل حاجت ميں تقسيم کرديا اور اتنا بھي اوسکے پاس نہ رہا جس سے اوسکے کھانے کا سامان ہوسکے - آخر سلطان کي ايک بيوي نے اپنے مطبخ سے کھانا بھيجا !!

سيل بن عنان سلطان کا داماد تھا - جسکي ملکيت ميں بارہ ہزار گائيں تھيں - سلطان نے زکواۃ کا حکم ديا ليکن اوسنے تعميل نہ کي - سلطان اوس سے علانيہ ناراض ہوگيا - يہاں تک کہ سلطان کيطرف سے خود قدرت الہي نے اوس سے انتقام ليا اور وہ مع اپنے تمام سامان و دولت کے دشمنوں کے ہاتھہ گرفتار ہوگيا : فسبحان من ہو شديد العقاب !

الباقي ياتي

الہلال کي ايجنسي

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں ميں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ايک عمدہ اور کامياب تجارت کے متلاشي ہيں تو اپنے شہر کے ليے اسکے ايجنٹ بن جائيں -

چگونہ رسد لشکرے را گريز ؟

دہاے سياست

رومانيا کا ابتدائي سکوت اور انتہائي حملہ

۱۵ - اگست سنہ ۱۹۱۳ع کي اشاعت ميں مانچسٹر گارڈين لکھتا ہے :

فرنيک فرٹر زئيٹنگ (Frankfurter Zeitung) ميں اس عنوان پر بحث کي گئي ہے کہ رومانيا نے جنگ بلقان ميں ابتداء کيوں حصہ نہيں ليا ؟ اس کا جواب يہ ديا گيا ہے کہ رومانيا کو بلغاريا کے طرف سے يقين دلا يا گيا کہ اس جنگ سے ملک گيري مقصود نہيں ہے - حقيقت ميں يہ ايک دلچسپ مضمون کا موضوع ہے - اس مضمون کا گمنام کاتب ايڈيٹوريل فٹ نوٹ ميں ايک ايسے شخص کي حيثيت سے روشناس کيا گيا ہے ' جسکے معاملات بلقان کے متعلق دقيق و عميق معلومات ' نہايت اعزاز کے ساتھہ سنے جانے کا مستحق قرار ديتے ہيں - بقول اس مضمون نگار کے ' روماتيا نے گذشتہ موسم خزاں ميں اسليے کوئي کارروائي نہيں کي کہ وہ تيار نہ تھي - يکم اکتوبر کو اسکے پاس ڈھائي لاکھہ پيادوں کي رائفليں تھيں - يہ ايک ايسي تعداد ہے جو پانچ آرمي کورکو جنگي حالت پر لانے کے ليے نا کافي تھي - تا ہم اگر وہ مداخلت کرنے والي تھي تو اسے ۶ - لاکھہ آدمي فراہم کرنے تھے - اسي ليے آسٹريا کے کارخانہ اسلحہ سازي کو ايک لاکھہ مينليچر ۴۰ - ہزار قرابين اور اسي قدر ريوالوروں کي فرمايش فوراً بھيجدي گئي - يہ اسلحہ ماہوار دو ہزار سے تين ہزار تک ' اور کل آگست سنہ ۱۳ ع تک ديے جانے والے تھے - اس سال کے آغاز ميں سلسٹيريا کي بابت بلغاريا اور روما نيا کے تعلقات اسقدر کشيدہ ہوگئے کہ يہ مقدار بھي نا کافي معلوم ہوئي اسليے آسٹريا کے محکمہ جنگ کو ترغيب ديگئي کہ ۷۰ ہزار پيادوں کي رائفليں جو بالکل متروک طرز کي ہيں مع ضروري سامان جنگ کے روماتيا کے ہاتھہ فروخت کرڈالے اور ان تمام چيزوں کو ۱۰ - دن کے اندر ديدے - آسٹريا کي يہ کارروائي مشکل سے اسکي طرفداري اور بلغاريا کي خير انديشي کے (جسکا دعوي کيا گيا تھا) موافق تھي - يہ قياس کيا جاسکتا ہے کہ يہي ۷۰ ہزار رائفليں تھيں جس نے بلغاريا کو پيٹر سبرگ کے اتفاق (ايگريمنٹ) سے متفق ہونے کي ترغيب دي تھي - ہمارا مضمون نگار کہتا ہے کہ اسي زمانے ميں روماني حکومت نے ۱۱۹ - نورڈين فليڈ مشين قسم کي توپوں کي - ۱۹۰ - صحرائي توپوں کي ' بيس باٹريوں کے ہلکي ہاوٹزکي توپوں کي ' اور دس باٹريوں اور پہاڑي توپوں کي ' جرمني کے مختلف کارخانوں کو اور علي الخصوص توپوں کے سامان کي کثير مقدار کے ليے کرپ کے کارخانے کو آرڈر ديديا تھا -

ان تمام آرڈروں کي قيمت ۸۰ - لاکھہ ہوتي ہے جو ايوان (چيمبر) نے منظور کرائي - اسکے علاوہ اس نے مارکوني کمپني سے برلن ميں کہربائي منارہ روشني (سرچ لائٹ) اور ۱۶ - لاسلکي اسٹيشن حاصل کيے - وہ ان چار تباہ کن جہازوں کي خريداري کے ليے بيچين تھي ' جو انگلستان ميں طيار ہو رہے تھے مگر حکومت برطانيہ نے اس پر اعتراض کيا اس ليے اس نے نيپلس (Naples) کے پيٹرسن کے کارخانے ميں ۱۱ - لاکھہ ۲۰ - ہزار کے چار تباہ کن جہازوں کا آرڈر ديا - يہ مضمون نگار آخر ميں اپنا يہ عقيدہ ظاہر کرتا ہے کہ روماني فوج فني اور اخلاقي دونوں نقطہ ہاے نظر سے اس حالت سے بہت دور ہے جو اسکے ليے فرض کي جا رہي ہے - يقيناً جنگ کے ليے کوئي جوش نہيں - تشکيل اور ساز و سامان دونوں ميں بہت سي ايسي چيزيں چھوٹي ہوئي ہيں جنکے وجود کي خواہش کي جا سکتي ہے -

مقالات

وثایق و حقایق

خیز و در کاسۂ زر اب طربناک انداز !

احیاء امۃ المانیہ[1] کي صد سالہ یادگار

جرمنی کا جشن ترقی اور عالم اسلامی کا ماتم تنزل !

تلك القری ، نقص علیك من انبائها (٧ : ٥٩)

یہ بستیاں ھیں ، جنکے حالات عبرت و موعظت کیلیے ھم تم کو سناتے ھیں !

سنہ ١٩١٣ - کے مصائب نے دنیاے اسلام پر قیامت ڈھا رکھي ھے -

لیکن آفتاب کي حدت جب انتہا کو پہونچ جاتي ھے تو زوال شروع ھوجاتا ھے ، حرارت ٹھنڈي پڑنے لگتي ھے ، دھوپ کے استبداد پر سایۂ رحمت غالب آجاتا ھے ، گرمي کو مجبور ھوکر اپنے سرگرم تشددات شخصیہ کي اصلاح کرني پڑتي ھے ، مظلوم برودت جس سے دوپہر تک سرد مہري کا برتاؤ تھا ، دن کي حکومت میں اب وہ بھي شریک کرلي جاتي ھے ، اور بالاخر اُس کي مستقل مزاجي شام ھوتے ھوتے سورج کي ٹھنڈي گرمیوں کا خاتمہ کر دیتي ھے !

اگر یہ سچ ھے تو یہ بھي تسلیم کرنا چاھیے کہ کمال ضعف و تنزل کي تہہ میں زوال قوۃ و ظلم کي حقیقت مضمر ھے ، اور اگر زندگي کے دن باقي ھیں ، اور اگر ھم اپني حالت کو بدلنا چاھیں تو اسي عہد ظلم و ستم کو دور امن و راحت کا فاتحۃ الباب بھي بنا سکتے ھیں - انھیں بربادیوں کي چوٹیوں پر ایوان ترقي و آزادي بھي تعمیر ھوسکتا ھے -

آج سنہ ١٩١٣ع میں جو حالت ممالک اسلامیہ کي ھے ، سنہ ١٨١٣ع میں یہي حالت جرمني کي تھی - سنہ ١٨٠٧ع کے معاہدہ نے اس ملک کي عزت و عظمت خاک میں ملا دي تھي ، فرانس نے اس کو تباہ کر رکھا تھا ، اسباب ترقي بیکار پڑے تھے ، قوم پر غفلت و جمود طاري تھا ، شریفانہ زندگي بسر کرنے کي حس باطل ھوچلي تھي ، اور پورا ملک ایک بستر خواب غفلت تھا -

یہ تباھیاں ھنوز منتہا کو پہونچنے والي ھی تھیں کہ یکایک قوم بیدار ھوگئي ، اشتداد مرض نے بیمار کو علاج پر آمادہ کردیا ، مجلس "حمیت المانیہ" قائم کي گئي ، اور اُس نے فقیہ (عمارہ) یمني کي زبان میں فیصلہ کیا کہ :

العلم اول محتاج الی العلم

علم سب سے زیادہ علم جنگ کا حاجتمند ھے

و شفرۃ السیف تستغني عن القلم

اور تلوار کي دھار انسان کو علم سے بے نیاز کردیتي ھے

پورے پچاس برس بھي گذرنے نہ پائے تھے کہ جتنے لوازم تھے سب مکمل ھوگئے - جرمني کي نئي ابھري ھوئي قوتیں جوش طاقت سے مضطرب ھو ھوکر جنگ کے لیے اُٹھنے لگیں - بالاخر انتقام نے حب قومیت کے ساتھہ مل کر فرانس کو شکست دي - اُنھیں فرانسیسیوں کے دارالحکومۃ (پیرس) کو گھیر لیا ، جنھوں نے کبھي برلن کو گھیر رکھا تھا ، اور جن کي فتوحات نے پروشیوں کي قومي عظمت تک کو فرنچ گورنمنٹ کا حلقہ بگوش بنا دیا تھا !!

نصف صدي تو یوں بسر ھوئي ، دوسري نصف کا سرآغاز یہ تھا :

(١) نصف اول میں قوم نے جو مادي طاقت محکم کي تھي اُس کو محفوظ رکھنے کے ذرایع بہم پہونچائے گئے -

(٢) علوم و فنون میں حیرت انگیز ترقي کرکے ، اس علمیہ پیشرفت سے قومیت کي بنیاد استوار کي -

(٣) نئے نئے اکتشاف و اختراع سے اپني قوت بڑھالي -

(٤) تجارت و صناعت کو اس درجہ ترقي دي کہ سارا ملک دولت مند ھوگیا -

(٥) تکثیر آبادي ، توسیع مقبوضات ، اشاعت علم ، نشر تعلیم ، تجارت گاھوں کي تاسیس ، اور مختلف ممالک میں جرمن بستیوں کے بسانے کے کام میں قوم اپني حکومت کا ھاتھ بٹاتي رھي - وقت کا ایک لمحہ بھي ضائع نہونے دیا - ھر فرد ملت کو قومي ترقي کي تدبیروں پر عمل کرنے میں نہایت سرگرمي کے ساتھہ انہماک رھا -

تمام یورپ سے جرمني کا حریفانہ مقابلہ تھا - ھر لحظ یہي استغراق تھا کہ مواد ثروت کیوں کر بڑھیں ؟ اور ان موارد کي حفاظت کے لیے قوم کي جنگي طاقت کس طرح اس حد تک پہونچا دي جائے کہ جرمني کي فاتحانہ عظمت کو ٹھیس نہ لگنے پائے ؟ ملک بھر میں کوئي شخص ایسا نہ تھا جو ان اغراض کي تکمیل کے لیے مزدوروں کي طرح دن رات کام میں لگا نہ رھتا ھو -

کوششیں کبھي رائگاں نہیں جاتیں - ضرورت صرف اخلاص و استقامت کي ھے - سعي و تدبیر کا جو سلسلہ شروع ھو وہ مسلسل رھے ، اُس کي بنیاد صداقت پر ھو ، اور اُس میں زحمتیں پیش آنے سے انسان گھبرا نہ اٹھے - مقدمات مرتب ھونگے تو نتائج لامحالہ ظہور پذیر ھونگے -

جرمن قوم کے سلسلۂ مساعي کا نتیجہ آج تم خود دیکھہ رھے ھو - سو برس قبل کي وھي کمزور جرمني اس وقت دنیا بھر میں اول درجہ کي طاقت مانی جاتي ھے - تدبیر منزل ، سیاست مدن ، آداب و اخلاق ، نظام معاشرت ، فوج و لشکر ، بحریہ و حربیہ ، علم و ادب ، فنون جمیلہ ، صناعت و تجارت ، غرض کہ ملکي و قومي ترقي کي ھر شاخ اپنے قبضہ میں کرلي ھے - روے زمین کے سلاطین اُس کي مداخلت سے خائف ھیں ، سمندر میں اُس کا تفوق خطرناک ھوتا جاتا ھے ، طیارات (ھوائي جہازوں) نے کرۂ ھوا کو اُس کے قبضہ میں کردیا ھے ، اور جو بیمار کل بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑ رھا

(١) جرمني کو عربي میں "المان" کہتے ھیں - "امۃ المانیہ" یعني جرمن قوم -

تھا ' آج قوموں کا ایک عفریت مہیب ہے ! و تعز من تشاء و تذل من تشاء ' بیدک الخیر ' انک علی کل شی قدیر ! (۳ : ۲۶)

سنہ ۱۸۱۳ ع کا زمانہ جرمن قوم کی حس بیداری کا اولین زمانہ تھا - یہی سال تھا ' جب اول اول ملک میں تحریک زندگی پیدا ہوئی تھی - اس بات کو اس وقت سو برس ہو چکے - اہل جرمنی آجکل اس فکر میں ہیں کہ اس سال (۱۹۱۳ میں) اپنے مبدء حیاۃ (۱۸۱۳ ع) کی یادگار منانی چاہیے ' چنانچہ اس جشن ملی کی طیاریاں بھی نہایت زور شور سے شروع کردی گئی ہیں -

آہ ' جبکہ دنیا کی قومیں اپنی زندگی کی شادمانیوں میں مصروف ہیں ' تو ہمیں اپنی عظمت مرحوم کے ماتم سے فرصت نہیں - جبکہ ملکوں اور قوموں کی ترقیات و عروج کی یاد گاریں منائی جا رہی ہیں ' تو ہمارے سامنے اپنی بربادیوں کی فہرست دھری ہے ' اور حیران ہیں کہ ماتم و فغاں کیلیے اپنے کس زخم کو تازہ کریں ؟

اوروں کو گر کر ابھرنے کی خوشی ہے ' مگر ہمارے لیے بام عروج سے خاک مذلت پر گرنے کی دائمی حسرت ہے - اوروں کے حصے میں اگر بہار کی نغمہ سنجیاں آئی ہیں تو کیا مضائقہ ؟ خزاں کے ماتم سے ہمیں بھی فرصت نہیں :

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

وما ظلمہم اللہ ' ولکن کانوا انفسہم یظلمون !

اگر اس جشن عیش و نشاط میں نامرادوں کی شرکت منحوس نہ سمجھی جاے تو بد بخت ہندوستان کی طرف سے جرمنی کو پیام تہنیت قبول ہو - یہ مبارک باد ایک ایسے ملک کی طرف سے ہے ' جس نے عین اسی زمانے میں اپنا مال و متاع تاراج غفلت کیا ہے ' جبکہ جرمنی نے اپنے برباد شدہ کاروان اقبال کی رونق دوبارہ حاصل کی تھی !

و بلونا ہم بالحسنات	اور ہم نے انکو اچھی اور بری ' دونوں
والسیئات لعلہم یرجعون	حالتوں میں ڈالکر آزمایا کہ شاید
(وان فی ذالک	اب بھی اپنی غفلتوں سے باز آجائیں -
لاٰیٰت لقوم یعقلون)	اور بیشک اس انقلاب حالت میں

عبرت کی بہت سی نشانیاں ہیں صاحبان عقل و فکر کیلیے "

سنہ ۱۸۱۴ع کی جرمنی سے سنہ ۱۹۱۳ع کے ہندوستان کی حالت ملتی جلتی ہے - سوا اسکے کہ وہ با ایں ہمہ مصائب و تنزل ' حاکم تھی ' اور ہندوستان با ایں ہمہ ادعاء اصلاح و نظام ' محکوم ہے - جرمنی میں سنہ ۱۹۱۳ع مبدء بیداری ہوا تھا اور اسی تاریخ سے جرمن قوم میں زندگی کے لیے احساس عمل پیدا ہوا تھا - کیا مناسب نہیں کہ ہندوستان کے لیے بھی سنہ ۱۹۱۳ ع مبدء بیداری بنے ؟ تمام فرزندان ملک اس سال سے غفلت اور بے حسی کی زندگی ترک کرکے ملک کی فلاح و نجات کیلیے صرف قوی کا عہد محکم کرلیں ؟ اور قبل اس کے کہ رفتار سیاست آن کو فنا کرڈالے ' " لسان الغیب " کی اس حکیمانہ وصیت پر عمل کرنے کے لیے ملک بھر میں اعلان کردیں کہ :

خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز
پیش ازانے کہ شود کاسۂ سر خاک انداز
عاقبت منزل ما وادی خاموشان است
حالیا غلغلہ در گنبد افلاک انداز

ہندوستان کا انتظار غیر مختتم

محافظین برطانیہ کی حکومت (کنسرویٹیو گورنمنٹ) کو آئرلینڈ کے لیے اندرونی آزادی (ہوم رول) کا حق تسلیم کرنے سے انکار تھا - بناے انکار یہ بات بتائی جاتی تھی کہ آئرش قوم اپنے ملک پر آپ حکومت کرنے کا تجربہ کھو چکی ہے - جب تک یہ صلاحیت پختہ نہولے ' عطاے استقلال کے یہ معنی ہونگے کہ ملک میں فرضویت (طوائف الملوکی) پھیل جاے اور کوئی نظام قائم نہ رہے -

بعینہ یہی صورت حال عرصے سے ہندوستان کیلیے بھی درپیش ہے -

ان دنوں مسٹر گلیڈ اسٹون انگلستان کی وزارت سے مستعفی ہوچکے تھے - انھوں نے ایک مشہور تقریر میں اس ایراد کو رد کیا تھا جس کا ایک فقرہ اب تک ضرب المثل ہے - انھوں نے کہا :

" مچھلی کے بچے پانی میں نہ رہینگے تو انھیں تیرنا کیوں کر آئیگا ؟ تم اس خوف سے کہ ابھی یہ بچے ہیں کہیں دریا میں ڈوب نہ جائیں ' ان کو خشکی پر رکھوگے اور سمجھوگے کہ بڑے ہونے پر شناوری کی طاقت آجائیگی تو پھر دریا میں ڈالدینگے ' لیکن اگر ایسا کیا گیا تو یاد رکھو کہ غریب بچے مرجائینگے مگر ان میں تیرنے کی طاقت کبھی نہ آئیگی - انھیں ابتدا ہی سے پانی میں چھوڑ دو - وہ خود تیرنا سیکھہ لینگے "

واشنگٹن نے جب امریکہ کو آزاد کرانے کی ٹھانی تھی تو اس پر بھی یہی اعتراض کیا گیا تھا کہ امریکن قوم آزاد بھی ہوگئی تو کیا ہوا ؟ جب ملک میں تعلیم و تہذیب ہی نہیں ہے تو یہ آزادی سنبھالی کیونکر جائیگی ؟

واشنگٹن نے جن الفاظ میں اس کا جواب دیا تھا ' موجودہ رئیس الجمہور (پریسیڈنٹ) امریکہ ولسن نے بھی اپنی تقریر میں انھیں فقرات کا اعادہ کیا ہے :

" ہر ایک قوم میں اپنے ملک پر حکومت کرنے کے فطری مواہب موجود ہوتے ہیں - ضرورت صرف ان سے کام لینے اور ان کو نمایاں کرنے کی ہے - ذہنی ترقی بے شبہہ مقدم ہے ' لیکن کیا آج تک کسی قوم کے دماغ محکومیت کے عالم میں بھی تعلیم و تہذیب سے آراستہ ہوے ہیں ؟ تم تعلیم پر زور دیتے ہو مگر نا دانو ! حقیقی اور صحیح تعلیم کیلیے بھی اپنی حکومت کی ضرورت ہے "

سوال یہ ہے کہ ان حالات میں ہندوستان کو کیا کرنا چاہیے ؟ رفاہ عامہ کے لیے نظام حکومت میں تبدیلی اور اندرونی آزادی کی کوشش مقدم ہے یا تعلیم و تربیت کی ؟

لوگ کہتے ہیں کہ ابھی صرف انتظار ہی کرنا چاہیے - جب تمام ہندوستان صحیح معنوں میں تعلیم یافتہ ہو جائیگا تو اپنی حکومت کی کوشش بھی کر دیکھینگے ؟ اتنے دنوں تک عدالتیں اگر منشاے قانون پر عمل نہیں کرتیں ' حکام کو مساوات کا حق تسلیم کرنے سے انکار ہے ' قانون ساز مجلسوں میں رعایا کی رائے مغلوب ہے ' سرکاری رائے کی اغلبیت جب چاہتی ہے ملک کے لیے اذیت رساں قانون وضع کردیتی ہے ' حکام جس طرح چاہتے ہیں ہندوستانیوں کے مقابلہ میں قانون کا مفہوم بدل دیتے ہیں ' مساجد گرائی جا سکتی ہیں اور انسانوں کو بے دریغ قتل کیا جا سکتا ہے ' تو با این ہمہ کوئی مضائقہ نہیں - ہم کو صرف تعلیم ہی میں مصروف ' اور صرف وقت آئیۂ مجہول ہی کا انتظار کرنا چاہیے !!

لیکن یاد رہے کہ لا ینظرون الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون !

مراسلات

شہداء کانپور

لکھنو کا مجوزہ جلسہ

ہندوستان کے انگریزی عہد کی آزادی کا خاتمہ

فرمان نادری کا ورود

یہ سب کچھ راستوں میں ہو رہا تھا - جلسے کے شامیانے کے ارد گرد بھی پولیس کا مجمع موجود تھا ' تاہم جلسے کے روکنے اور نہ ہونے کی نسبت وہاں کوئی اطلاع نہ تھی - لوگ برابر جمع ہو رہے تھے اور خواص کی آمد کے منتظر تھے -

لیکن ٹھیک دو بجے جو اعلان میں انعقاد جلسہ کا وقت بتلایا گیا تھا ' مجسٹریٹ شہر مع سپرنٹنڈنٹ پولیس اور چند دیگر افسروں کے رفاہ عام پہنچے اور یہ حکم سنایا :

" ہز آنر لفٹننٹ گورنر کے حکم سے یہ جلسہ قطعی طور پر بند کیا جاتا ہے - کسی طرح کی کوئی کارروائی نہ ہو اور نہ لوگ جمع ہوں "

سید وزیر حسن صاحب نے یہ حکم حاضرین کو سنایا اور لوگ متحیر و متعجب ' متاسف و متنفر ' اس عجیب و غریب حکم و طرز حکم کے اوصاف چنگیزی و انداز ہلاکو خانی پر غور و فکر کرتے ہوئے واپس گئے - ایسا عجیب حکم ' جس سے بڑھکر قانون کی عزت کو خاک میں ملانے والا ' اور پبلک آزادی کی صریح توہین کرنے والا حکم انہوں نے اپنی زندگی بھر میں باستثناء ظلم آباد کانپور ' کبھی نہیں سنا تھا !

مولانا ابو الکلام کا بیان ہے کہ وہ ہوٹل میں وقت مجلس کا انتظار کر رہے تھے اور جانے کے لیے طیار تھے کہ خفیہ پولیس کے ایک "دوست" پہنچے اور کہا کہ جلسہ ہز آنر کے حکم سے بند کردیا گیا ہے - اب آپ شرکت کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں اور اس طرح ان کو اس واقعہ کا علم ہوا - پھر انہوں نے ٹیلیفون کے ذریعہ بعض دوستوں سے دریافت کیا اور اس خبر کی مزید تصدیق ہوگئی ' تاہم وہ تین بجے رفاہ عام آئے - جنگی تیاریوں کی اس عظیم الشان نمائش کا تماشا دیکھا - پنڈال بالکل خالی تھا اور پولیس کے افسر اس حاکمانہ اقتدار کے ساتھ جا بجا بکمال فخر و غرور متمکن تھے ' گویا یہ شامیانے کی چھت ' کرسیوں کی صدہا قطاریں ' اسٹیج کا تختہ ' اور اس کے ارد گرد کا تمام ساز و سامان ' صرف انہی کے قدوم میمنت لزوم کے لیے فراہم کیا گیا ہے !!

چار بجتے بجتے یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئی تھی ' اور رفاہ عام میں بالکل سناٹا تھا - تاہم کسی غیر مرئی غنیم اور غیر محسوس دشمن کا خوف و ہراس اس درجہ حکمرانان رفاہ عام پر طاری ہو گیا تھا کہ غریب پولیس کے سپاہی شام تک وہاں اونگھتے رہے ' اگرچہ ان کے افسر پتوں کی کھڑکھڑاہٹ اور ہوا کی سنسناہٹ سے بھی چونک چونک اٹھتے ہونگے !!

صوبہ متحدہ کا شہنشاہ

ایک زمانہ تھا ' جب قانون محض ایک شخص کی جنبش ابرو اور حرکت زبان کا نام تھا - اور ملک اور قوموں کی قسمتیں اُن ہاتھوں میں تھیں ' جن کو آج شخصی حکمرانی کا پیکر جور و ظلم کہہ کر کوسا جاتا ہے - اور اُن کے وجود کو دنیا اور انسانیت کے لیے ایک لعنت الہی سمجھا جاتا ہے -

ان لوگوں کی مطلق العنانی کے قصے عجیب و غریب ہیں - ان کے حکم آناً فاناً ہوتے تھے - اور ان کے ارادے کی روک کے لیے دنیا میں کوئی قوت کارگر نہیں ہو سکتی تھی -

کہتے ہیں کہ وہ زمانہ گیا - دنیا شاد و خرم ہے کہ اب قانون کی حکومت ہے - آئین و دستور کا دور دورہ ہے - رعایا حکومت کی غلام نہیں ' بلکہ ذی روح مخلوق ہے ' جس کا ارادہ قابل تسلیم ' جس کی خواہش مستحق سماعت ' جس کے حقوق مسلم ' اور جس کی آزادی بے روک ہے -

ممکن ہے کہ یہ سچ ہو مگر موجودہ حالات کی واقعیت کو تسلیم کرتے ہوے اس کی صداقت کا اعتراف مشکل ہے - دور کے واقعات سے قطع نظر کیجیے ' اور تاریخ و حوادث کی ورق گردانی کی جگہ مشاہدے سے کام لیجیے - اگر کانپور میں ایک محترم اور مقدس مذہبی عمارت بجبر گرائی جاسکتی ہے ' باوجودیکہ تمام ملک متفقہ و متحدہ اس کی تقدیس پر مذہباً مصر ہے ' اگر ایک نہتے مجمع کا قتل عام کیا جا سکتا ہے ' باوجودیکہ اس میں آٹھ آٹھ برس کے بچے بھی شامل ہیں ' اور اگر لکھنؤ کے ایک ذمہ دار جلسے کو جو قانون کے مطابق پوری ذمہ داری اور بغیر کسی راز کے علانیہ منعقد ہوتا تھا ' اور ہر طرح ایک با قاعدہ اور نا قابل اعتراض مجمع تھا ' بغیر کسی قانونی سبب کے چند لفظوں کے شہنشاہانہ حکم سے بند کردیا جا سکتا ہے - تو نہیں معلوم - وہ کونسی عہد برطانیہ کی آزادی ہے ' جس کی دیوی کے آگے ہمارے سروں کو شکر و امتنان کے بار عظیم سے ہر وقت سر بسجود دیکھنے کی خواہش کی جاتی ہے ؟ اور وہ کونسی قانونی اور آئینی حکومت ہے جس کی احسانمندی کے طوق سے ہمارے گلوں کو ایک لمحہ کے لیے بھی رہائی نصیب نہیں ہوتی ؟

کیا وہ یہی " آزادی " ہے جس کا جنازہ ۳ - اگست کو کانپور میں اٹھا ؟ کیا وہ یہی آئینی اور قانونی حکومت ہے ' جس کے تخت شاہنشاہی پر شہنشاہ مطلق سر جیمس میسٹن بہادر رونق افروز ہیں ؟

بعض لوگوں کی نسبت تاریخ میں افسوس کیا گیا ہے کہ انہیں جو زمانہ ملا ' وہ ان کے لیے موزوں نہ تھا - اگر قدرت کے کاموں میں بھی ایسا ہوا کرتا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ

سرجمیس میسٹن کی حالت ضرور قابل ہمدردی ہے - اُن کے شاهنشاهانه امنگوں اور مطلق العنانه ولولوں کو دیکھ کر ہر شخص افسوس کرے گا کہ ان کے ظہور میں کارکنان قضاء قدر نے یقیناً بہت دیر کی - بہتر تھا اگر ان کو قرون مظلمہ کی حکمرانی کا دور نصیب ہوتا - تاکہ ایک طرف تو اُس " مذہبی جنون " کے کرشمے بھی پوری طرح نظر آجاتے' جس کی نسبت ان کا دعوی ہے کہ ۳ - اگست کو انہوں نے کانپور میں دیکھا - اور ساتھ ہی عالم انسانیت پر حکمرانی و مطلق العنانی کا بھی اصلی اور کامل موقعہ مل جاتا - پھر سب سے زیادہ یہ کہ " الہلال " کی خلش بھی مخل فرمانروائی نہوتی - اگر یہ نہوتا تو کم از کم انہیں تاتار کا دارالخلافہ تو نصیب ہوتا - افسوس کہ قدرت نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا !

الہــلال

سچ یہ ہے کہ ہر حکومت پر مصائب و مشکلات کے دور آیا کرتے ہیں' اور ہر خیر خواہ حکومت برطانیہ کو رونا چاہیے کہ سرجمیس مسٹن کے ہاتھوں وہ دوران کی حکومت پر طاری ہوگیا - کوئی غلطی اس غلطی سے زیادہ سخت اور خطرناک نہیں ہو سکتی' جس ایک غلطی کی وجہ سے ہزاروں غلطیوں کا دروازہ کھل جائے' اور ایک ٹھوکر ایسی لگے کہ اس کے بعد چلنے والے کو اٹھنا نصیب ہی نہ ہو -

ایسی ہی غلطی تھی' جو مسٹر ٹائلر نے کی اور اُسکی حمایت پر سرجمیس میسٹن اٹھ کھڑے ہوے - اب یہ غلطی بغیر صدہا غلطیوں کو اپنے دامن میں لیے سرجمیس مسٹن کو نہ چھوڑے گی - انہوں نے بھی غلطیوں کے دیوتا کے آگے سراطاعت خم کردیا ہے' اور جدھر وہ لے جانا چاہتا ہے' خاموشی کے ساتھ جا رہے ہیں - ایک پوری قوم' ایک پوری جماعت' چیخ رہی ہے کہ مسجد کا متنازعہ فیہ حصہ مسجد میں داخل ہے اور یہ ایک ہمارا مذہبی مسئلہ ہے جس کو ہم نے سمجھ لیا ہے' مگر باایں ہمہ وہ کہے جا رہے ہیں کہ نہیں' تمہارے مذہب کا فیصلہ کرنیوالا میں خود ہوں نہ کہ تم بدبخت !

ایک معزز ترین اخبار کا ایڈیٹر کانپور جاتا ہے - اور بہ حیثیت اخبار کے ایڈیٹر ہونے کے زخمیوں اور قیدیوں کو دیکھنا چاہتا ہے - لیکن اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا کانپور میں قیام بھی گوارا نہیں اور جب سبب پوچھا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں بتلائی جاتی - " الہلال " میں مسئلہ مسجد کے متعلق صرف دو مضمون نکلے ہیں - ایک انہدام سے پہلے اور ایک بعد - یقیناً دونوں میں مسجد کے احترام دینی کو ہر مسلمان کا فرض اور اس کے لیے انتہائی سعی و مجاہدہ کو ضروری بتلایا گیا ہے' لیکن اگر ایسا بتلانا ہی بغاوت انگیزی میں داخل ہے' تو سرجیمس مسٹن کو اعلان کر دینا چاہیے کہ خود اسلام ہی ایک بغاوت انگیز مذہب ہے اور دنیا میں صرف ایڈیٹر " الہلال " ہی نہیں' بلکہ چالیس کرور مجرمین بغاوت موجود ہیں - وہ کس کس پر برہم ہوں گے ؟

پھر وہ کونسا بغاوت و فساد کا منتر تھا جو ایڈیٹر " الہلال " جیل خانے کے اندر پھونک دیتے' اور چند قیدی یکایک ایک عظیم الشان مسلم فوج بن جاتے اور پھر مسٹر ٹائلر کے بنگلہ کا محاصرہ کرلیتے ؟

لکھنؤ میں ایڈیٹر " الہــلال " کا قیام کوئی راز نہ تھا' کانپور کے مقدمات کی اعانت اور حالات کی تحقیق ان کا ایک کھلا مقصد تھا - جلسہ ذمہ دار اشخاص کے دستخط سے ہوا تھا' اور اس کا مقصد سوا چندہ جمع کرنے کے کچھ نہ تھا - آج برسوں سے ایڈیٹر " الہــلال " صدہا تقریریں کرچکے ہیں - کلکتہ میں ایک ایک لاکھ آدمیوں کے مجمع میں انہوں نے تقریر کی ہے اور اسی واقعہ کے متعلق ایک دن پہلے دہلی میں تقریر کرچکے تھے - پھر آج تک کوئی بلوہ' کوئی ہنگامہ' کوئی بغاوت' کوئی بد امنی وقوع میں آئی کہ لکھنؤ کے ایک ذمہ دار مجمع میں پیدا ہو جاتی ؟ کیا یہ پبلک کی ایک نا قابل برداشت توہین نہیں ہے؟ اور کیا اس سے بڑھ کر بھی کسی قوم اور جماعت کے معزز ارکان کی نیتوں اور مقاصد پر حملہ ہوسکتا ہے؟ اگر واقعی لکھنؤ کے مجمع سے فساد کا اندیشہ تھا' تو وہ " عظیم الشان حکمران قوم " کس لیے ہے جو ایک صدی سے یہاں حکومت کر رہی ہے ؟ پولیس کا فرض تھا کہ وہ دفع فساد کا پورا انتظام کر دیتی اور جتنی زیادہ سے زیادہ اپنی تعداد مجمع کے اندر چھپا سکتی' چھپا دیتی - لیکن ایک با قاعدہ جلسے کو عین اجلاس کے وقت روک دینا قانون اور حریت عامہ کی صریح توہین ہے -

نتـــائـــج

تاہم وقت اور حالات کے ممنون ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے' اس میں ہمارے لیے فوائد اور نتائج کا کافی ذخیرہ ہوتا ہے - اگر لکھنؤ میں جلسہ منعقد ہوتا تو بھی مفید تھا' اور اب جو روک دیا گیا تو اس سے زیادہ مفید ہے - برسوں کی سعی و کوشش اور بڑے بڑے مجمعوں کی پُرجوش تقریروں سے زیادہ ایک لمحے کی سختی دلوں کے لیے مؤثر ہوتی ہے - جلسے میں لوگ مصیبت زدگان کانپور کے لیے چندہ دیتے' مگر جب انہوں نے سنا کہ جلسہ جبراً روک دیا گیا تو انہوں نے چندہ سے بھی زیادہ ایک قیمتی شے انہیں دے دی -

حق کو جتنا دباؤ گے اتنا ہی زیادہ اُبھرے گا' اور یہ گیند جتنی سختی کے ساتھ پھینکا جائگا اتنی ہی تیزی کے ساتھ اچھلے گا - آگ اگر بھڑکی ہے تو اس کے لیے پانی کی ضرورت ہے' مگر افسوس کہ سرجیمس مسٹن تیل چھڑک رہے ہیں - لکھنؤ کے جلسے پر حکومت چل سکتی تھی اس لیے بند کردیا گیا' لیکن شاید اُن کروڑھا دلوں پر حکومت کام نہیں کرسکتی جو اس کا اثر ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ لے گئے - زبان نہ رک سکتی ہے اور نہ قلم چپ ہوسکتا ہے - سرجیمس میسٹن کس کس جلسے کو بند کریں گے' اور کس کس کے قلم سے ہراساں ہوں گے ؟ یہ ایک نہایت افسوسناک تجربہ ہے جو پچھلے کرچکے ہیں' اور مبارک ہو سرجمیس میسٹن کو' جو آگ سے کھیلنے کے لیے تیار ہوئے ہیں !!

عـام خـیال

عام لوگوں نے اس واقعہ کو کس نظر سے دیکھا ؟

سب سے پہلے تو انہیں اس کا افسوس ہے کہ سید وزیر حسن صاحب نے اس حکم کی ترجمانی کی عزت اپنے سر کیوں لی ؟ اگر یہ حکم دینا ہی تھا تو مجسٹریٹ صاحب بہادر خود لوگوں کو دے دیتے - حکم سنانے کے لیے حلق اور زبان کی ضرورت تھی اور یہ سید وزیر حسن صاحب کی طرح سٹی مجسٹریٹ کے پاس بھی موجود تھی -

پھر ان کا عام خیال یہ ہے کہ سرجیمس میسٹن اس طرح کی کارروائیوں کے ذریعہ مقدمات کی اعانت سے مسلمانوں کو باز رکھنا چاہتے ہیں' اور مقصود یہ ہے کہ کافی طور پر چندہ جمع نہ ہوسکے - کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ روپیہ کی فراہمی ہی سے مقدمات کی پیروی ہو سکتی ہے اور مقدمات کے چلنے ہی سے واقعہ مسجد کے اسرار و خفایا کھل سکتے ہیں -

(مراسلہ نگار " زمیندار " لاہور)

اسئلة واجوبتها

قران کریم اور اصطلاح لفظ کفار

کفار سے مقصود کون لوگ هیں؟

(جناب مولوي احمد حسین صاحب از گجرات)

حضرت مولانا ! السلام علیکم - جناب اپني تحریر و تقریر کے ذریعہ آج عالم اسلامي کي جو خدمت عظیم انجام دے رهے هیں اسکا شکریہ ادا کرنا هم لوگوں کي طاقت سے باهر هے - الهلال نے تنہا اس ڈیڑه سال کے اندر جو لٹریچر فراهم کر دیا هے ' وہ گذشتہ پوري نصف صدي میں پوري قوم بهي نہ کرسکي - جناب نے ایک هي وقت میں اور ایک هي رسالہ کے اندر پالٹیکس ' مذهب ' علوم ' لٹریچر ' اصلاح ' تجدید و احیاء ملت ' غرضکہ هر صیغہ میں اعلی سے اعلی اور بہتر سے بہتر مواد فراهم کر دیا هے - آپکي تحریر مبارک کي ایک سطر بهي ایسي نہیں هوتي جو حرز جاں بنا کر محفوظ رکھنے کے قابل نہو - مجهے تو ابتدا سے اسي پر حیراني هے کہ ایک هفتہ کے اندر صدها کاموں کے ساتهہ اسقدر مہلت آپ کو کیونکر مل جاتي هے کہ بیس صفحوں کا ایسا رسالہ مرتب هو جاتا هے ؟ اور اسپر طرہ یہ کہ البصائر کا بهی آپنے اعلان کر دیا هے !

علي الخصوص قران کریم کے متعلق جو کچهہ جناب کے قلم سے نکلتا هے ' اور پهر جس طرح هر پہلو اور هر موضوع بحث میں آپ اُس سے مدد لیتے هیں ' اور جیسي نظر اسکي هر آیت اور هر لفظ پر جناب نے کي هے ' اسکو تو سوائے فیض رباني اور موهبت الهي کے نہیں سمجهتا کہ کیا قرار دوں ؟ امر بالمعروف ' عهد اضحی ' فاتحۂ سال گذشتہ ' مسئلۂ سود ' اور اور بہت سے مضامین جو شائع هوے هیں ' خدا را اُن سب کو جمع کرکے ایک رسالہ کي صورت میں بهي شائع کر دیجیے - آجتک قران مجید کے یہ معارف و مطالب کسي کے قلم سے نہ نکلے - قران هم روز پڑهتے هیں اور تفسیروں کا بهی مطالعہ کرتے هیں مگر حق یہ هے کہ یہ انداز بحث اور یہ طریق تفسیر بالکل نیا هے اور هر مسلمان کو چاهیے کہ اسکو پورے غور و فکر سے پڑهے اور اپنے پاس رکهے -

پچهلے هفتے " کشف ساق " کے متعلق جو مضمون شائع هوا هے اور جسکي سرخي " وقت ست کہ وقت برسر آید " هے ' اسکو خاکسار نے نہایت دلچسپي اور شغف تمام سے پڑها - البتہ ایک امر کے متعلق مجهکو خدشہ هے - نہایت ممنون هونگا اگر چند سطور لکهکر تشریح فرما دیں -

مضمون کے دوسرے نمبر میں جہاں آیات کے نتائج پر نظر ڈالي هے ' وهاں جا بجا " کفار " کا لفظ آیا هے اور جس حالت میں کہ وہ تخلف عهد کریں ' انکي عدم اطاعت پر زور دیا هے - دریافت طلب امر یہ هے کہ " کفار " سے مراد کون لوگ هیں ؟

نیز اُن آیات میں جن لوگوں کي طرف اشارہ کیا گیا هے اور جس وقت کي خبر دي گئي هے وہ بهي ابهی صاف نہیں هوا اور تشریح مزید کي ضرورت باقي هے -

میں نہایت ممنون هوں اگر اس عریضہ کو بجنسہ الهلال کے کسي گوشے میں جگہ دیکر مجهے سرفراز فرمائیں - اور ساتهہ هي جواب بهي مرحمت فرمادیں - گو میري تحریر اس قابل نہو ' تاهم جناب کو میرے دل پر نظر رکهني چاهیے ' جو سچي محبت و عقیدت کي وجہ سے ضرور مستحق توجہ هے -

الهـــلال

جناب کے اصرار سے مجبور هوکر والا نامہ بجنسہ درج کردیا گیا ' ورنہ جناب کو معلوم هے کہ فقیر اس قسم کي تحریرات کے اندراج سے عموماً معذرت خواہ هوتا هے - آپ حضرات اپني بزرگي اور حسن ظن کریمانہ سے اظہار لطف و نوازش فرماتے هیں ' مگر یقین فرمائیے کہ اس سے ایک طرف تو میري شرمندگي بڑهتي هے ' کہ اپني قدر و قیمت سے واقف ' اور اپني نارسائیوں اور کوتاهیوں کو دیکهہ رہا هوں - دوسري طرف ڈرنے لگتا هوں کہ کہیں ایسي صداؤں کي اشاعت میرے نفس شریر کو مدح و ستایش کا خوگر اور طالب نہ بنا دے کہ نفس انساني کیلیے اس غذاے مہلک سے بڑهکر اور کوئي شے اذیت نہیں - اسکے دسائس مخفي ' اور اُسکا فتنہ سخت و شدید هے ' اور فتنہ گو خوابیدہ هو مگر یہي صدائیں تو هیں جو اُسے بیدار کرنے والي هیں !

سلف صالح نے اپني خدمات کا نمونہ همارے سامنے رکهدیا هے - اپني هستي هي کیا هے کہ خدمت کا نام لیں اور اُمۃ مرحومہ کي شکر گذاري کو اپني طرف منسوب کریں ؟ خدمت ملت کي شرطیں بڑي کٹهن هیں ' اور اصلي منزلیں تو دوسري هي هیں - سب سے بہتر یہ هے کہ هم ایک دوسرے کیلیے دعا مانگیں کہ اس شرف عظیم و عزت جلیل کا ایک ادنے درجہ هي همیں نصیب هو جاے !

معافي خواہ هوں کہ جناب کے ارشاد کي پوري تعمیل سے مقصور رہا اور تمہید کا کچهہ حصہ اشاعت سے رهگیا - الهلال کے صفحات قوم کیلیے هیں - مدحت اشخاص کیلیے نہیں هوسکتے -

" کفار "

قران کریم کے متعلق صدها مباحث ایسے هیں ' جن پر ارباب علم کیلیے بہت کچهہ غور و تدبر ابهي باقي هے - ازانجملہ ایک مبحث اهم " کشف ساق " کے مفهوم و مقصود کا بهي هے ' جسکا ذکر متعدد آیات میں کیا گیا هے - اس مضمون میں بعض مستفسرین کي تحریک سے کوشش کي گئي تهي کہ اِن آیات کي تفسیر اسلوب و تحقیق جدید کے ساتهہ کي جاے - مگر در اصل وہ مضمون ابهي ناتمام هے اور متعدد مباحث بیان میں آنے سے رهگئے هیں -

مثلاً ان آیات کا محمل اصلي ' کہ اسکے متعلق نہایت اهم مباحث هیں - ان تمام آیات میں خدا تعالی نے اُن لوگوں کے ارادوں اور کاموں کي نامرادیوں کي خبر دي هے ' جو دین الهي کي بغض و عداوت میں مسلمانوں کو مٹانے کي کوشش کرتے تهے یا کوشش کرینگے - اور پهر اُن لوگوں کے وہ تمام خصائل رذیلہ ایک ایک کرکے بیان کیے هیں ' جنکي مضمون مذکور کے دوسرے نمبر میں دفعہ وار تشریح کي گئي هے ' اور جنمیں تخلف عهد و میثاق کي خصلت پر علي الخصوص زور دیا گیا هے -

آیات کریمہ کا مورد

آغاز عهد نبوت میں معاندین اسلام نے مسلمانوں پر جو ظلم و ستم کیے ' انکي تباهي و بربادي کي جیسي کچهہ تدبیریں کیں ' دین الهي کي تحقیر و اهانت میں جس شوخي و بے باکي سے کوشاں رهے ' اور پهر جس طرح اپنے تمام عهدوں کو توڑا ' هر وعدے کي خلاف ورزي کي ' اپنے زیر دست مسلمانوں کو سخت سے سخت ایذائیں دیں ' اور باوجود اللہ کے بار بار مہلت دینے اور طرح طرح کي آیات بینہ و قاهرہ کے دکهلانے کے ' وہ اپني شیطنت و طغیان سے باز نہ آے ' اُن تمام اُمور کي طرف ان آیات میں مفصل اشارات کیے گئے هیں -

یہ زمانہ مسلمانوں کي غربت و بیکسي اور محکومي و زیر دستي کا تها - خدا نے انکو روکا کہ وہ اپني غربت کي وجہ سے دل شکستہ

ہوکر مایوس نہ ہو بیٹھیں ' اور معاندین حق و صداقت سے ذرا بھی نہ ڈریں - بعض ضعفاء ملت تھے جنکے اعزا و اقارب مکۂ معظمہ میں تھے - وہ ڈرتے تھے کہ قریش انکی دشمنی کا اُنسے بدلہ نہ لیں - بعض لوگوں کے عزیز و قریب حالت کفر میں تھے ' اور یہ اُنسے عزیزانہ نامہ و پیام رکھتے تھے ' اور اس طرح دشمنوں کو انکے ذریعہ حریف کے ارادوں اور حالتوں کی خبر مل جاتی تھی - (سورۂ ممتحنہ) اور (عمران) میں ایسے لوگوں کو اس سے سختی کے ساتھہ روکا ہے اور ان آیات میں بھی اس طرح کی کارروائیوں سے باز رہنے پر زور دیا ہے - کیونکہ جن لوگوں کو اللہ ' اسکے رسول ' اسکے مومنوں ' اور حق و صداقت کی معیت و متابعت کا دعوا ہے ' انھیں سزاوار نہیں کہ اسلام کے اُن دشمنوں سے تعلقات رکھیں اور انکی اطاعت و پیروی کریں ' جنھوں نے پیروان اسلام کو گھر سے نکالا ہو ' انکے چین اور آرام میں خلل ڈالا ہو ' وعدے توڑے ہوں ' عہد و پیمان کا پاس نہ کیا ہو ' اور دین الہی کے ساتھہ علانیہ تمسخر و استہزا کرتے ہوں - پس کہا کہ جو ظالموں کا ساتھہ دیگا ' اسکا شمار بھی ظالموں کے ساتھہ ہوگا -

کشف ساق

اسکے بعد پھر مومنین مخلصین کی تسکین و طمانیت کیلیے حق کی فتح اور باطل کے خسران کی جابجا خبر دی ' اور ایک خاص فیصلہ کن وقت کی طرف اشارہ کیا جو بہت جلد آنے والا ہے ' اور جو زیردستوں کو بالا دست ' محکوموں کو حاکم ' مفتوحوں کو فاتح ' ماتم گزاروں کو عیش فرما ' اور خاک مذلت پر لوٹنے والوں کو عرش جلال و عظمت پر متمکن کردیگا !!

یہی دن ہوگا ' جبکہ شدت و کرب کی پنڈلی برہنہ ہو جائیگی - سختی و عذاب کا چہرہ بے نقاب ہو جائیگا ' ظالموں کو سرافگندگی کی دعوت دی جائیگی لیکن یہ انکی طاقت سے باہر ہوگا :

یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود فلا یستطیعون - خاشعة ابصارهم ترهقهم ذلة ' و قد کانوا یدعون الی السجود و هم سالمون !

اُس وقت انکی آنکھیں ذلت و شرمندگی سے جھکی ہونگی - چہرے ذلت و نکبت سے مسخ ہونگے - یہ وہی مغرور و فرعون تھے کہ انھیں اللہ اور اسکے احکام کے آگے جھکنے کی دعوت دی جاتی تھی اور یہ اچھے خاصے صحیح و سالم تھے ' مگر شیطان کی ڈالی ہوی باگ اتنی سخت تھی ' کہ انکے سروں کو جھکنے کی اجازت نہیں دیتی تھی !

معجزۂ قرانی

یہ پیشین گوئیاں ایک ایسے عہد غربت میں کی گئی تھیں ' جبکہ مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ تھا ' اور فتح و کامرانی ایک طرف ' انکو کسی گوشے میں چین سے بیٹھنے کی بھی مہلت نہ تھی -

مگر نصرۃ الہی کے معجزات ایسے ہی حالتوں میں عقول و اذہان انسانیہ کو دعوت عجز و اعتراف دیتے ہیں - تا قدرتوں کی فرماں روائی کا اعلان ' اور قوۃ الہیہ کے جلال و جبروت کا اظہار ہو - یہ ایک وعدۂ الہی تھا جو کمال بے سرو سامانی کے عالم میں کیا گیا تھا '

لیکن : وکان وعداً مفعولا - تھوڑے ہی دنوں تک دنیا کو منتظر رہنا پڑا - یکایک واقعات و حوادث کا صفحہ الٹا ' اسلام کی غربت اولی کا دور ختم ہوا ' ملائکۂ فتح و نصرت کے نزول سے خدا کی زمین بھر گئی ' اور ہجرۃ نبوی علی صاحبها الصلوۃ والسلام کے ... سال (فتح مکہ) کا معرکہ پیش آیا - یہی وہ فیصلہ کن دن تھا ' جسکی ان آیات میں خبر دی گئی تھی ' اور یہی وقت موعود تھا ' جبکہ " کشف ساق " کی حقیقت بے نقاب ہونے والی تھی - خدا کا تخت بچھا ' کفر کی فوج کو ہزیمت ہوئی - محکوم حاکم ' مفتوح فاتح ' زیر دست بالا دست ' مطیع مطاع ' ضعیف زور آور ' او پرستاران اصنام و طواغیت کی جگہ عباد اللہ المخلصین کا دور خلافۃ و فتح مندی شروع ہوا : فسبحان الذی اذا اراد شیأ ان یقول له کن ' فیکون !!

پس فی الحقیقت ان آیات میں جو خصائص خبیثہ و رذیلہ و خصائل ردیہ و رذیلہ بیان کیے گئے ہیں ' وہ اپنے مورد اول کے اعتبار سے مشرکین مکہ کے متعلق ہیں ' اور اُن میں انقلاب حالت کی جو خبر دی گئی ہے ' وہ ایک پیشین گوئی تھی ' جس کا ظہور جنگ بدر ہی سے شروع ہوگیا تھا - پھر فتح مکہ کے بعد اعلان ہوا ' اور اسکے بعد اسلام کے ظہور عام ' خلافۃ اسلامیہ کے قیام ' فتح ممالک و بلدان ' و خسائر اہل کفر و طغیان سے روز بروز زیادہ متحقق و متیقن ہوتا گیا ' اور انشاء اللہ تا قیام قیامت اسکے اعجاز و خوارق ظاہر ہی ہوتے رہیں گے -

خصائص مخصوصۂ کلام اللہ میں سے ایک ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ اسکے اکثر بیانات و تنزیلات گو خاص مواقع و حالات سے متعلق ہیں ' لیکن انکا انطباق اصولاً ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے - پس ان آیات میں بھی جو امور بیان کیے گئے ہیں ' گو وہ کفار مکہ اور فتح بلدامین کے متعلق تھے ' مگر انکی صداقت آج بھی ویسی ہی ہے ' جیسی ابسے تیرہ سو برس پہلے تھی -

تحقیق اطلاق لفظ کفار

رہا آپ کا یہ سوال ' کہ " کفار سے مراد یہاں کون لوگ ہیں ؟ " تو یہ تمام تفصیل بھی اسی لیے تھی تاکہ مطالب بالکل واضح و بین ہو جائیں - کفار سے یہاں مراد خاصکر مشرکین مکہ ہیں - انہی سے اسلام کا مقابلہ تھا - انھیں کے مظالم کا یوم الحساب آنے والا تھا ' اور انھیں کے مواعید و مواثیق مکذوبہ تھے ' جنکا بار بار ظہور ہوا تھا ' اور ضرور تھا کہ انکے نتائج سے وہ دوچار ہوں - اور پھر انکے علاوہ اسلام و مسلمین کے ساتھہ یہ سلوک اور جس گروہ کا ہوگا ' انشاءاللہ وہ اس وعید الہی کا مستحق ہوگا -

اہل کتاب اور کفار

قرآن کریم کا مطالعہ کیجیے تو بادی النظر واضح ہو جائیگا کہ اس نے اس بارے میں خاص اصطلاحات مقرر کردی ہیں اور ہر جگہ انہی کو استعمال کیا ہے - قرآن کریم کی اصطلاح میں " کفار " کے لفظ سے عموماً مشرکین مکہ مراد ہوتے ہیں - یہود و نصارا کیلیے اُس نے " اہل کتاب " کی اصطلاح قرار دی ہے ' اور یہ اسکی ایک رعایت خاص ہے جسکے ذریعہ اُس نے عیسائیوں اور یہودیوں کو عام مشرکین کے مقابلے میں امتیاز بخشا -

تمام قرآن کریم کا مطالعہ کر جائیے ہر جگہہ یہود و نصارا کو " اہل کتاب " اور عام طور پر مشرکین و عبدۃ الاصنام کو " کفار " کے لفظ سے مخاطب پائیگا - یہ ضرور ہے کہ قرآن کریم نے الوہیت مسیح کے اعتقاد ' حضرت مریم کی پرستش ' اور قتل انبیاء و مرسلین کو صراحۃ طور پر کفر کہا ہے ' لیکن ظاہر ہے کہ اس سے بڑھکر اور کیا کفر ہوسکتا ہے اور شرک کے معنی صرف بتوں کے پوجنے ہی کے نہیں ہیں بلکہ انسانوں کی پرستش بھی اسمیں داخل ہے -

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم (۵ : ۷۶)	بیشک ' جن لوگوں نے کہا کہ خدا نے مسیح ابن مریم کی صورت میں ظہور کیا ' انہوں نے صریح کفر کیا -

پھر اسکے بعد کہا : لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثة - اور اس طرح اقانیم ثلاثہ کے اعتقاد کو کفر قرار دیا -

ان تمام مواقع میں انکے اعتقادات کو کفر قرار دیا ہے ' تاہم خود انکو " کفار " کے لقب سے ملقب نہیں کیا گیا -

فکاهات

(۱)

آپ ظالم نہیں زنہار، یہ ہم ہیں مظلوم!!

ہم غریبون کو نہ پہلے تھا، نہ اب ہے انکار * کہ ہر اک شہر میں ہے آپ کے انصاف کی دھوم
یہ بھی تسلیم ہے ہم کو، کہ یہ جو کچھ کہ ہوا * اس میں ملحوظ رہے عدل کے آداب و رسوم
آپ قانون کی حد سے نہ بڑھے اک سر مو * فیر کا حکم دیا آپ نے جب بہر ہجوم

* * *

یہ حقیقت بھی مگر قابل انکار نہیں * کہ بہ یک چشم زدن موت کو تھا اذن عموم
گولیاں کھا کے جو گرتے تھے جوانان حسین * سب یہ کہتے تھے: قیامت ہے کہ جھڑتے ہیں نجوم
گولیون کے تھے نشان ممبر و محراب پہ بھی * بسکہ درکار ہیں مسجد کے لیے نقش و رسوم
جا بجا خون سے مسجد ہے نگارین اب تک * یہ وہ صنعت ہے کہ تا حشر نہ ہوگی معدوم!
پا بہ زنجیر تھے مجرم بھی، تماشائی بھی * اور پولیس کو یہ تھا عذر، کہ ہم ہیں محکوم!

واقعہ یہ ہے غرض، کوئی نہ مانے، نہ سہی،
"آپ ظالم نہیں زنہار، یہ ہم ہیں مظلوم"

(۲)

"وضو خانہ"

گفتی کہ "وضو خانہ" بہ تعظیم نیرزد
زان روے کہ آن خانہ نہ مسجد، نہ کنشت ست
ما بندۂ فرمان تو هستیم ولیکن:
"معشوق من آنست، کہ نزدیک تو زشت ست"!!

(۳)

بمبئی کی وفادار انجمن

ایک دن تھا کہ وفاداری مسلم کی متاع * ہر جگہ عام تھی اور نرخ میں ارزانی بھی
دفعۃً ہو گئی ہنگامۂ بلقان میں گم * قوم کو سخت مصیبت تھی پریشانی بھی
ہات آنے کا تو کیا ذکر پتہ تک بھی نہ تھا * ڈھونڈھنے والوں نے گو خاک بہت چھانی بھی

****

ہو مبارک تجھے اے بمبئی اے ناز دکن! * کہ تیرے تاج میں ہے طرۂ سلطانی بھی
تیرے بازار میں وہ یوسف گم گشتہ ملا * جسکا مشتاق تھا خود یوسف کنعانی بھی
یہ الگ بات ہے اندھوں کو نہ آئے وہ نظر * گو اسی زمرہ میں ہے (یوسف ثوبانی) بھی

(وصاف)

تاریخ حیات اسلامیہ

مسلمانان ہند کا ایک ورق

شہداء کانپور اعلی اللہ مقامہم !

جناب ضیا الدین احمد صاحب طالبعلم قصبہ بنت ضلع مظفر نگر -

اسجگہ عید گاہ میں چندہ کانپور کی تحریک کیگئی - غریب مسلمانوں نے حرارت دینی سے کام لیکر اپنی بساط سے بڑھکر کام کیا اور چند منٹوں میں ۴۱ - ۹ جمع ہوگیا - از راہ کرم ان سطور کو اپنے اخبار میں جگہ دیجئے - رقم عنقریب روانہ کردیجائیگی -

(جناب معین الدین احمد صاحب قدوائی ندوی -)

چونکہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس لئے پہلے جو کچھہ مجھہ حقیر سے اسلام کی خدمت ہوسکی حتی الوسع ناچیز اور ذلیل رقموں سے کی ' اور لوگوں سے کہہ سنکر جو کچھہ بھی ممکن ہوسکا آپ کے خدمت میں ارسال کیا -

اب پھر اپنی بے خانماں ماؤں اور بہنوں کیلئے اپنی جیب خاص سے بچابچاکر اس حقیر رقم (تین روپیہ) کا منی آرڈر اس خط کے ساتھہ ارسال خدمت عالی کرتا ہوں اور انشا اللہ آیندہ بھی جو کچھہ ممکن ہوا بھیجونگا -

۲۰ اگست کاپرچہ ہم چند آدمی سن رہے تھے - اوس میں مظلومان کانپور کے لیے چندہ کی تحریک پڑھکر لوگوندیں فی الجملہ غیرت آئی اور حسب ذیل چندہ جمع ہوا جو آج بذریعہ منی آرڈ ارسال ارسال خدمت ہے -

جناب محمد ابرہیم صاحب	۰	۰	۱۰
جناب شرف الدین صاحب	۰	۰	۱
جناب فقیر محمد صاحب بوبیرے	۰	۰	۲
جناب شیخ صاحب ہانتی	۰	۰	۱
جناب احمد صاحب بوبیرے	۰	۸	۰
جناب ابراہیم صاحب دہورو	۰	۸	۰
جناب امین صاحب فتیہ	۰	۸	۰
جناب نظام الدین صاحب بوبیرے	۰	۴	۰

بعد وضع کمیشن و منی آرڈر باقی ارسال خدمت ہیں -

فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور

(۲)

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب غلام معین الدین محمد صاحب	۰	۰	۱۰
جناب مہدی حسن صاحب	۰	۰	۴۳
جناب محی الدین برکت علی صاحب قصوری	۰	۰	۱۰
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خانصاحب - بکانی	۰	۰	۵
جناب غوث محی الدین صاحب مہتمم خزانہ حیدر آباد دکن	۰	۰	۲۵
خواتین مکھانہ بازار مونگیر بذریعہ جناب والدہ مجیب الحق صاحب	۰	۰	۱۵
جناب حکیم عبد الرزاق صدیقی صاحب سالار گدہ - پٹنہ	۰	۰	۱۰
جناب ابوطاہر محمد ظاہر حق صاحب - بہار پٹنہ	۰	۰	۴
جناب نظیر الدین صاحب درزی بہار پٹنہ	۰	۰	۱
جناب امداد حسین خان صاحب فضل اللہ	۰	۰	۱۰
بذریعہ جناب محمد شرف الدین صاحب - بھیونڈی تہانہ	۰	۰	۱۵

جناب محمد افضل خانصاحب وردی میجر کچھہ - بلوچستان -	۰	۰	۳
جناب محمد عبد الحی - دہلی	۰	۰	۵
جناب محمد ہاشم خانصاحب - وکیل - ٹونک ریاست	۰	۰	۱
جناب سید قمر الدین صاحب قمر - بمبئی	۰	۴	۱
جناب صغیر احمد صاحب بمبئی	۰	۲	۰
جناب لشکر علی صاحب دروغہ - چک پکھی فیروزپور	۰	۰	۶
جناب غلام حسین وفضل کریم صاحب سوداگر - ٹوھانہ	۰	۰	۷
جناب جان محمد صاحب - برہما	۰	۰	۱
جناب محمد اشرف صاحب	۰	۰	۱۰
جناب میاں اللہ دتا صاحب	۰	۰	۱
میزان	۰	۶	۱۸۳
سابق	۰	۸	۶۹۳
میزان کل	۰	۱۴	۸۷۶

بقیہ

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب سید علی محمد صاحب ذاکر مدنی مدرس گورنمنٹ مدرسہ مدراس	۰	۰	۴
زوجہ محترمہ جناب مراد حسین خانصاحب ملتان	۰	۰	۱۰
بذریعہ جناب احمد علی صاحب (علیگ) از مظفر نگر جو حسب احباب نے عنایت فرمائے ہیں -	۰	۰	۵
(۱) جناب سید ناظر علی صاحب متولی			
(۲) مصباح الحق صاحب -			
(۳) جناب افتاب خانصاحب -			
والدہ محترمہ جناب سید الطاف علی صاحب			
ہمشیرہ صاحبہ جناب سید حمید علی صاحب			
بذریعہ جناب محمد صادق صاحب درگئی پشاور -			
جناب شیخ محمد عبد الرحیم صاحب	۰	۰	۲۵
جناب منشی محمد اسمعیل صاحب سب اورسیر -	۰	۰	۵
جناب محمد صادق صاحب	۰	۰	۱۰
جناب عبد الواحد صاحب - سکندر آباد دکن	۰	۰	۵
جناب غلام حیدر صاحب - گوجرانوالہ	۰	۸	۰
بذریعہ جناب رسول احمد صاحب - بتریل ضلع بارہ بنکی (بتفصیل ذیل)	۰	۱	۳۴
والدہ جناب سید محمد عبد اللہ صاحب	۰	۰	۳۰
اہلیہ جناب سید نبی اللہ صاحب	۰	۰	۱
والدہ ابوالحسن صاحب	۰	۰	۴
	۰	۰	۳۵
فیس منی آرڈر	۰	۶	۰
	۰	۱۰	۳۴
جناب ایس انور شاہ صاحب - ہانگ کانگ چین -	۰	۰	۲۲
جناب امداد حسین خانصاحب فضلکہ	۰	۰	۱۵
جناب محمد افضل خانصاحب آرمی میجر - کچھہ بلوچستان	۰	۰	۱
جناب عبد اللطیف صاحب بہائی داؤد نوسانی صاحب - اٹاوہ	۰	۰	۵
جناب مولانا غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری	۰	۰	۸
جناب جان محمد صاحب ٹونجی - برہما	۰	۰	۵
میزان	۰	۹	۲۵۹
سابق	۰	۱۳	۸۸۵۲
کل	۰	۶	۹۱۱۲